ردِّ روافض
اردو

از

حضرۃ امام ربانی مجدد الف ثانی،
شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ

حق چار یار رضی اللہ عنہم

ناشر

مدنی کتب خانہ۔ گنپت روڈ۔ لاہور

جآءَ الحقُّ وَزَهَقَ الباطِلُ ۚ اِنَّ الباطلَ كَانَ زَهُوقاً ۝

اہلسنت والجماعت کی ترجمان مفید و معتمد مستند متفقہ علیہ پسندیدہ کتاب

رَدِّ رَوافض

اردو ترجمہ مع فارسی

از

مجدد الفِ ثانی امام ِربانی حَضرت شیخ احمد سرہندی قُدِّسَ سِرُّہٗ

مع حق چار یار

کتاب: رَدِّرَوافض

مولف: مجدِد اَلِفِ ثَانی امامِ رَبانی شیخ احمد سرہندی قُدِّسَ سِرُّہُ

اشاعت: آن لائن ۔جون 2020

ضخامت: 118 صفحات

کمپوزنگ: جمیل احمد عارف

ناشر: مدنی کتب خانہ گنپت روڈ۔لاہور

ہدیہ: مفت

ملنے کا پتہ: jkachurasharif.wordpress.com

اس رسالہ کی پروف ریڈنگ کی گئی ہے پھر بھی اگر کوئی غلطی پائیں اس نمبر پر ایس ایم ایس یا وٹس اپ کریں تا کہ ہم اس کی درستگی کر دیں۔

03004012035

Contents

مقدمہ 6

آغاز 8

روافض کے گروہ 11

روافض کے مقاصدِ باطلہ 20

شانِ خلفائے ثلاثہ کا انکار 22

روافض اور سبِ صحابہ اکرام 39

آزارِ فاطمہ کی توجیہ 45

مقامِ صدیق اکبر 46

حضرت علی کی بیعتِ خلفائے ثلثہ 49

خلافتِ ابو بکر پر اجماعِ امت	54
قتال و اخذ اموالِ روافض کا فتویٰ	58
حضرت عائشہ پر روافض کا اعتراض	64
مشاجراتِ صحابہ	69
مناقبِ اہل بیت	71
فارسی مخطوطہ رَدِّ روافض	79
حق چار یار خلفائے راشدین	100

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مقدمہ

دنیا میں حق و باطل کی معرکہ آرائی ازل سے ہوتی رہی ہے۔ باطل دجل و فریب، تبرّا اِفتر کی طاغوتی اور نفسانی شرارت کی طاقت کے ساتھ حق کے سامنے جب بھی مد مقابل ہوا ہمیشہ ناکام و نامراد ہوا۔ اور حق صداقت و حقانیت کے ساتھ روز روشن کی طرح عیاں ہو کر حق پرستوں کی رہبری و رہنمائی کرتا رہا ہے۔ ماضی میں روافض حق پرست مسلمانانِ اہلسنت والجماعت کے خلاف ظلم و ستم و تشدد کا بازار گرم کرتے رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے مشاہیر علماء امت نے علمی و تاریخی واقعات کی روشنی میں انہیں مسکت جوابات دے کر سرنگوں اور لاجواب کر دیا۔

زیر نظر کتاب" رد روافض " بھی اسی سلسلے کی ایک اہم علمی اصلاحی تاریخی و تحقیقی دستاویز ہے۔ جسے دنیائے اسلام کے مشہور و معروف بزرگ حضرت مجدد الف ثانی امام ربانی شیخ احمد سر ہندی

نور اللہ مرقدہٗ نے تالیف فرمایا۔ کتاب ہذا صدیوں سے نایاب تھی اول لکھنوٗ نولکشور میں شائع ہوئی اس کے بعد پاکستان میں اردو ترجمے کے ساتھ شائع ہو چکی ہے۔ اب مکتبہ مدنیہ حضرت علامہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب مد ظلہ العالی پی ایچ ڈی لندن سندھ یونیورسٹی کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے۔ امید ہے کہ مسلمانان اہلسنت والجماعت کے عوام و خواص مسلک اہلسنت والجماعت کی اس اہم دستاویز، عظیم شاہکار، نادر یادگار علمی، تاریخی و تحقیقی مرقع کو اپنے اپنے حلقہ میں اشاعت فرماکر دین حق کی تبلیغ کا اہم فریضہ انجام دیں گے۔

احقر محمد عثمانُ الوری۔ خادم اہلسنت والجماعت۔

3 شوال جمعہ 1369ھ

آغاز

بسم اللہ الرّحمٰن الرَّحیم ط

الحمد للہ حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ مبارکا علیہ کما یحب ربنا ویرضی والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد اکرم البشر۔ المبعوث الی الاسود والاحمر کما یناسب لعلو شانہ ویحری وعلی الخلفاء الراشدین المھدیین و ذریّۃ واھل بیتہ الطیبین الطاھرین وسائر الصحابۃ المرضیین کما یلیق بمراتبھم العظمۃ و درجاتھم العلیا۔

اللہ ہی کے لیے ہے بے حد تعریف پاک برکت والی برکت اثر اور اس کی منشاء ومرضی کے موافق اور درود و سلام ہمارے سردار محمدؐ جو بزرگ ترین انسان ہیں اور تمام انسانوں کی طرف بلا تمیز رنگ و روپ بھیجے گئے ہیں۔ اور درود ایسا جو آپ کی شانِ والا کے مناسب اور موزوں ہو اسی طرح حضرات خلفائے راشدین مہدیین پر اور آپ کی پاک اولاد اور باقی صحابہ کرام پر ان کے بلند بلند مراتب ودرجات کے مطابق۔

بعد حمد و صلوٰۃ کے خدا کی رحمت کا محتاج و امید وار علمائے اہل سنت و جماعت کا خادم احمد بن عبدالاحد العمری الفاروقی بروئے نسب کہتا ہے کہ انہیں ایّام میں میرے ہاتھ ایک رسالہ لگا جو شیعوں نے بوقت محاصرہ مشہد علمائے ماوراء النہر کے نام لکھا تھا اور یہ دراصل اس رسالہ کا جواب تھا جو علمائے موصوفین نے اس سے پہلے تحریر کیا تھا جس میں انھوں نے شیعہ کو کافر ٹھہرا کر ان کے قتل اور ان کے مال کی لوٹ کو مسلمانوں کے لیے جائز قرار دیا تھا۔

اس رسالہ میں شیعہ نے محض بیوقوفوں کو چکر دینے کے لیے چند لچر مقدمات مقرر کیے ہیں۔ پھر پورے رسالہ کی کل کائنات یہ ہے کہ حضرات خلفائے ثلثہ کو کافر ٹھہرایا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر زبان ذم و تشنیع کھولی ہے۔ چنانچہ ادھر کے بعض شیعہ طلباء ان پوچ مقدمات پر فخر و مباہات کرتے اور امراء و سلاطین کی مجلسوں میں ان مغالطوں کو شہرت دیتے تھے۔ اگرچہ یہ فقیر عام مجلسوں میں اور مختلف بحثوں میں عقلی اور نقلی مقدمات کی رو سے زبانی ان تمام لغویات کی تردید کرتا اور سب کو ان کج فہمیوں کی صاف اور کھلی غلطیوں پر آگاہ کرتا رہا ہے۔ مگر حمیت اسلام کا پاس کرتے ہوئے تردید و الزام کی صرف اس قدر کوشش ناکافی نظر آتی تھی اور بے کینہ سینوں کی بے چینی کے لیے یہ

آگاہی تسلّی و تشفی کا کافی سرمایہ بہم نہ پہنچا سکتی تھی۔ پھر حضرت نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث بھی پیش نظر تھی کہ آپ ؐ نے فرمایا:

جب فتنوں اور بدعتوں کا دنیا میں ظہور ہو اور میرے اصحاب پر سب و شتم ہونے لگے تو ہر عالم کو چاہیے کہ وہ (اس دینی مکّدر فضا کے دفعیہ کے لیے) اپنے علم کے ہتھیار کام میں لائے اور جس نے ایسا نہیں کیا اس پر اللہ ، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو گی اور اس کی توبہ ، اس کا فدیہ اور اس کے فرائض و نوافل درجہ قبولیت کو نہیں پہنچیں گے۔

یہ ساری باتیں خیال میں آتے ہی میرے دل نے یہ فیصلہ کیا کہ جب تک شیعوں کے اغراض و مقاصد کو تحریر و کتابت میں ظاہر نہ کیا جائے پورے پورے فائدے اور عام نفع کی صورت حاصل نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ میں نے تحریر کا سلسلہ چھیڑا اور اس اہم کام میں اللہ ہی سے مدد کا خواستگار ہوا کیونکہ وہ بے پروا ذات ہے، اپنے بندوں کا خیر خواہ دوست ہے ، ان کو ذلت و رسوائی سے بچاتا ہے۔ سچا آقا ہے ، عنایت و توفیق بھی اسی کے ہاتھ ہے، اور تحقیق ہر امر کی اسی کے پاس ہے۔

روافض کے گروہ

اللہ آپ کو ہدایت دے یوں سمجھیے کہ شیعہ حضرت پیغمبر علیہ السلام کے بعد امام حق حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جانتے ہیں اور اس عقیدے کے پیرو ہیں کہ امامت ان میں اور ان کی اولاد میں سے باہر نہیں جاتی۔ اور اگر جاتی ہے تو محض ظلم و تعدی سے جب غیر لوگ اس ظلم سے اپنے ہاتھ رنگتے ہیں یا اس صورت سے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا آپ کی اولاد تقیّہ سے کام لے۔

شیعوں کے چند در چند اقسام و اصناف کو اگر سمیٹا جائے تو ان کے فرقوں کی تعداد بائیس کے قریب ٹھہرتی ہے، یہ ایک دوسرے پر کفر کا الزام لگاتے ہیں۔ اور ان کے بد نتائج اور بد کرداریوں کو طشت ازبام کرتے ہیں۔ سچ یہ ہے اللہ تعالیٰ نے ان میں خود جنگ و قتال کی وبا پھیلا کر مسلمانوں کو ان کے ساتھ لڑائی بھڑائی سے سبکدوش فرمایا۔

اب ہم اصل مقصود سے پہلے ان کے چند فرقوں کا بیان تحریر میں لا کر ان کے اصل مقاصد سے آگاہ کرتے ہیں۔ تا کہ یہ مقاصد ذہن نشین ہو جائے اور حق باطل سے بالکل ممتاز ہو کر سامنے آجائے۔

فرقہ سبایہ ان شیعوں کا سرغنہ اور گرو عبداللہ بن سبا تھا۔ جس کو حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدائن کی طرف نکال دیا تھا ، چنانچہ یہ عقائد اسی کے دماغ کی ایجاد ہیں کہ ابن ملجم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل نہیں کیا بلکہ شیطان کو قتل کیا جو آپ کی شکل اور روپ میں نمودار ہوا تھا۔ آپ ابر میں روپوش ہیں اور رعد آپ کی آواز ہے بجلی آپ کا کوڑا ۔ اور اسی عبداللہ کے متبعین جب گرج کی آواز سنتے ہیں تو کہتے ہیں۔علیک السلام یاامیر المومنین۔

فرقہ کاملیہ کے افراد یعنی اصحاب ابو کامل حضرت پیغمبر علیہ السلام کے اصحاب کو کافر کہتے ہیں۔ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی کافر ٹھہراتے ہیں ، اصحاب کو اس لیے کہ انھوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت نہیں کی اور خود حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس وجہ سے کہ انھوں نے حق طلبی نہیں کی یہ تناسخ اور آواگون کے قابل ہے۔

فرقہ بیانیہ کے لوگ ،اصحاب بیان بن سمعان، کہتے ہیں کہ خدا انسانی شکل رکھتا ہے وہ تمام ہلاک ہو جائے گا مگر اس کی ذات خدا کی روح نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حلول کیا۔ ان کے

بعد ان کے صاحبزادے محمد بن حنفیہ میں ان کے بعد ان کے صاحبزادے ہاشم۔

فرقہ مغیرہ ان کے بعد فرقہ مغیرہ کے لوگ جو اصحاب مغیرہ بن سعید عجلی ہیں کہتے ہیں کہ خدا ایک نورانی آدمی کی شکل رکھتاہے اس کے سر پر نور کا تاج ہے دل اس کا حکمت کا سرچشمہ ہے۔

فرقہ جناحیہ یہ فرقہ جناحیہ کے لوگ اصحاب عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر ذوی الجناحین ہیں بھی تناسخ کے قائل ہیں۔ اور ان کا کہنا ہے کہ خدا کی روح نے پہلے حضرت آدمؑ میں حلول کیا پھر حضرت شیثؑ میں پھر اسی طرح حضرات انبیاء و ائمہ کے قالبوں میں سرائیت کرتی چلی آئی یہاں تک کہ آخر میں اُس نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کی اولاد میں حلول کیا۔ اس کے بعد عبداللہ کے قالب میں روح خدا نے جگہ لی۔ یہ قیامت کو نہیں مانتےاور ممنوعات شریعت مثلاََ شراب، مردار زنا وغیرہ کو حلال جانتے ہیں۔

فرقہ منصوریہ کے لوگ ابو منصور عجلی کے پیرو ہیں۔ یہ حضرت امام باقرؒ کی خدمت میں تھا جب حضرت امام نے اس سے بیزاری

ظاہر کی اور اس کو اپنے پاس سے نکال باہر کیا تو یہ خود مدعی امامت بن بیٹھا۔ اس فرقہ کے لوگ کہتے ہیں کہ ابو منصور آسمان پر گیا اور حق سبحانہٗ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا کہ اے بیٹے جا اور ہمارا پیغام پہنچا۔ اس کے بعد وہ زمین پر اترا چنانچہ اسی کو اس آیت میں "کسف " سے تعبیر کیا گیا ہے "اور اگر دیکھتے ہیں ایک ٹکڑا آسمان سے گرتا ہوا تو کہتے ہیں بادل ہے تہ بتہ " ۔ ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ رسالت کا سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوتا اور جنت امام سے عبارت ہے جس کے ساتھ محبت کا رشتہ رکھنے پر ہم مامور ہیں ۔اور دوزخ سے اس شخص کی طرف اشارہ ہے جس کے ساتھ دشمنی رکھنے کا ہم کو حکم ہے جیسے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اسی طرح کہتے ہیں کہ فرائض سے وہ لوگ مراد ہیں جن کے ساتھ محبت رکھنے کا ہم کو امر کیا گیا ہے۔

فرقہ خطابیہ کے لوگ ابی خطاب اسدی کے اصحاب ہیں۔ یہ حضرت امام محمد جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہتا تھا حضرت امام نے جب معلوم کیا کہ یہ ان کی ذات کے بارے میں مبالغہ سے کام لیتا ہے تو آپ اس سے بیزار ہو گئے۔ اور اپنی صحبت سے اس کو باہر کیا تب اس نے خود اپنی امامت کا نعرہ لگایا۔ یہ کہتے ہیں کہ تمام ائمہ خدا تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔ اور ان کی خوبیوں کا ذریعہ جعفر صادق ہیں۔

لیکن ابو الخطاب اُن سے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ہے۔ یہ لوگ جھوٹی گواہی کو روا رکھتے ہیں جبکہ مخالفین کے مقابلے میں اس کی ضرورت پیش آئے ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ دنیا کی نعمتوں کا نام جنت ہے اور اس کی تکلیفوں کا نام دوزخ ۔ اور دنیا فنا کا منہ ہرگز نہیں دیکھے گی۔ یہ محرمات پر عمل اور ترک فرائض کو جائز رکھتے ہیں۔

فرقہ غرابیہ ان میں غرابیہ والے کہتے ہیں۔ کہ ایک کوے کو کوے سے مکھی کو مکھی سے جس قدر مشابہت ہوتی ہے حضور اکرمؐ کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سے بھی زائد مشابہت تھی۔ حق سبحانہٗ نے وحی دراصل حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجی تھی مگر حضرت جبرئیلؑ انتہائی مشابہت کی وجہ سے دھوکا کھا گئے۔ اور وحی حضرت محمد ﷺ کے پاس لے گئے۔ ان کا ایک شاعر کہتا ہے کہ حضرت جبرئیلؑ نے غلطی کی کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھوڑ کر وحی حضرت محمد ﷺ کو پہنچادی یہ حضرت جبرئیلؑ پر لعنت بھیجتے ہیں۔

فرقہ ذمیہ کے لوگ حضرت محمد ﷺ کی برائی کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدا ہیں انھوں نے محمدؐ کو اپنی طرف دعوت دینے کے لئے لوگوں کے پاس بھیجا تھا ۔ مگر

آنحضرت ﷺ نے خود اپنی ذات کی طرف لوگوں کو دعوت دی۔ بعض ذمیہ محمد ﷺ کو خدا مانتے ہیں۔ پھر ان میں بھی دو فریق ہیں بعض حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی خدا مان کر محمد ﷺ کو خدائی میں افضل جانتے ہیں اور بعض علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برتر خیال کرتے ہیں۔ ان میں کا ایک گروہ اصحاب عبا اس کا قائل ہے کہ محمدؐ، علی، فاطمہ حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ پانچ بزرگ در حقیقت شخص واحد ہیں ایک ہی روح سب میں یکساں حلول کئے ہوئے ہیں کسی کو کسی پر فوقیت و برتری نہیں۔ یہ لوگ اسم فاطمہ کو تانیث سے ادا نہیں کرتے تاکہ ان کی ذات تانیث کے داغ سے محفوظ رہے۔

طائفہ یونسیہ یونس بن عبدالرحمٰن قمی کا پیرو ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ خدا عرش پر رونق افروز ہے گو فرشتے اس عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں لیکن وہ فرشتوں سے قوی تر ہے۔ مثل کلنگ کے کہ اپنے دونوں پاؤں پر پھِرتا ہے اور اپنے دونوں پاؤں سے بڑا اور قوی تر ہے

فرقہ مفوضہ ان میں سے مفوضہ فرقہ کے لوگ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے دنیا پیدا فرما کر اس کو حضرت محمدؐ کے سپرد کر دیا

اور دنیا کی ہر چیز کو آپ کے لئے جائز اور مباح قرار دیا۔ ان میں سے بعض اس کے قائل ہیں کہ دنیا حضرت علی کے سپرد کی گئی۔

فرقہ اسمٰعیلیہ

اسمٰعیلیہ فرقہ کے لوگ قرآن کے باطن کو مانتے ہیں، ظاہر کو نہیں۔ کہتے ہیں کہ باطن کی نسبت ظاہر کی طرف ایسی ہے جیسے گودے اور مغز کی نسبت چھلکے کی طرف۔ اور جو ظاہر قرآن کو حجت بتاتا ہے وہ اوامر کی تعمیل اور نواہی سے اجتناب کے عذاب و مشقت میں اپنے کو گرفتار رکھتا ہے۔ باطن قرآن ترک عمل کا تقاضا کرتا ہے، یہ اپنے خیال پر اس آیت کریمہ سے حجت لاتے ہیں۔ فرمایا عزوجل نے پس، لگایا جاوے گا۔ ان کے درمیان کوٹ جس کے لیے دروازہ ہے اس کے اندر کی طرف رحمت ہے اور باہر کی طرف عذاب۔ یہ حرام چیزوں کو حلال جانتے ہیں ان کا قول ہے حامل شریعت پیغمبر سات ہیں، آدم، نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ و محمد علیہ و علیہم الصلوٰۃ والسلام اور حضرت محمد مہدی کو بھی رسول جانتے ہیں اصل دعوت ان کی یہ ہے کہ یہ شریعتوں کو باطل کرتے ہیں۔ ان کے احکام میں شبہے اور شکوک پیدا کرتے ہیں چنانچہ کہتے ہیں کہ عورت بحالت حیض روزہ کیوں قضاء کرتی ہے اور نماز قضا کیوں نہیں کرتی۔ منی سے غسل کیوں واجب ہوتا ہے اور پیشاب سے کیوں نہیں۔ بعض نمازوں میں چار بعض میں تین اور بعض میں دو رکعتیں فرض کیوں ہیں۔ امور شریعہ میں تاویلات کرتے ہیں۔ امام کی دوستی کو وضو، اور رسول کی ذات کو نماز جانتے ہیں۔ اور دلیل اس

آیت سے لاتے ہیں۔ البتہ نماز بے حیائی اور نا معقول بات سے روکتی ہے۔ کہتے ہیں کہ نا اہلوں کو واقفِ اسرار کرنا احتلام ہے اور تازہ وعدہ کرنا غسل ہے۔ دین کی معرفت سے نفس کو پاک کرنا زکوٰۃ ہے، نبی کعبہ ہیں اور دروازہ علی، محمدؐ صفا ہیں اور علی مروہ۔ ساتوں ائمہ کے ساتھ موالات سات طواف ہیں۔ جنت بدن کے آرام اور تکلیف سے چھٹکارے کا نام ہے اور دوزخ بدن کی مشقت اور ہمیشہ تکالیف سے عبارت ہے غرض اسی قسم کی اور بھی خرافات کے قائل ہیں۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ خدا نہ موجود ہے نہ معدوم نہ عالم ہے نہ جاہل، نہ قادر ہے نہ عاجز۔ جب حسن بن محمد صباح ظاہر ہوا تو اس نے دعوت کو زندہ کیا اور خود کو امام کا نائب ٹھہرایا۔ کیونکہ ان کا گمان ہے کہ کوئی زمانہ امام سے خالی نہیں یہ عوام کو، خواص کے علوم سے باز رکھتے ہیں اور خواص کو کتب مقدمین میں غور و خوص سے۔ تا کہ ان کے فضائح اور قبائح پر ان کو اطلاع نہ ہو۔ یہ فلسفہ کی روشنی میں چلتے ہیں اور شریعتوں پر مذاق اڑاتے ہیں۔

طائفہ زیدیہ جو زید بن علی بن زین العابدین کی طرف منسوب ہے، تین گروہوں میں بٹا ہوا ہے۔

ایک گروہ کا نام جارودیہ ہے یہ نص خفی سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت کے قائل ہیں صحابہ کو کافر ٹھہراتے ہیں کیونکہ انھوں

نے بعد پیغمبر علیہ السلام حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت نہیں کی۔

دوسرا فرقہ سلیمانیہ کہلاتا ہے یہ امامت کا دار ومدار شوریٰ پر رکھتے ہیں ابو بکر و عمر رضوان اللہ علیہم اجمعین کو امام جانتے ہیں البتہ لوگوں کو خطا کار خیال کرتے ہیں کہ انھوں نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موجودگی میں ان دو بزرگوں سے بیعت کی لیکن اس خطا کو فسق کی حد تک نہیں پہنچاتے عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کافر کہتے ہیں۔

تیسرا فرقہ تبریہ کے نام سے مشہور ہے یہ فرقہ سلیمانیہ کے ساتھ متفق العقیدہ ہیں البتہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت ماننے میں تامل کرتے ہیں۔

آج کل اکثر زیدیہ اصول میں معتزلہ کے پیرو ہیں اور فروع میں امام ابو حنیفہ کے متبع البتہ چند مسائل میں مختلف الخیال ہیں۔

فرقہ امامیہ ان میں سے امامیہ فرقہ کے لوگ نص جلی سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کو مانتے ہیں صحابہ اکرام کو کافر کہتے ہیں امامت کا سلسلہ امام جعفرؒ تک چلاتے ہیں۔ ان کے بعد امام

منصوص میں اختلاف کرتے ہیں ان میں اکثر اس سلسلہء امامت کے قائل ہیں کہ امام جعفر کے بعد آپ کے صاحبزادہ امام ابو موسیٰ کاظم ان کے بعد امام علی بن موسیٰ الرضا ان کے بعد محمد بن علی التقی ان کے بعد حسن بن علی الزکی ان کے بعد محمد بن الحسن اور یہی امام منتظر کہلاتے ہیں۔ پھر ایک زمانہ گزرنے پر ان کے دو فریق ہو گئے بعض نے معتزلہ کی طرف رجوع کر لیا اور بعض فرقہ مشتبہ میں جا ملے۔

یہ ہیں ان شیعہ کے گمراہ کن فرقے۔ ان کے بعض اور فرقوں کو نظر انداز اس لیے کیا گیا کہ وہ اصول و عقائد میں مذکورہ فرقوں کے ساتھ موافقت رکھتے ہیں مگر چند مسائل میں ان کو اختلاف بھی ہے۔

روافض کے مقاصدِ باطلہ

یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ ان شیعہ کے مقاصد کچھ ایسے موہوم بیّن الفساد اور ظاہر البطلان ہیں کہ جو شخص بھی ذرا عقل و تمیز رکھتا ہے اور ان کے مطالب کی حقیقت سے واقف ہوتا ہے بغیر دلیل معلوم کیے اور ان کے لغو اور لچر ہونے کا حکم لگاتا ہے۔ یہ ان کی جہالت ہی کا تقاضا ہے کہ خود

کو اہل بیت اور ائمہ اثنا عشر سے منسوب کرتے ہیں۔ اور ان کے ساتھ موالات کا دم بھرتے ہیں خدا کی پناہ یہ بزرگ تو خود ان کی مبالغہ آمیز محبت سے بیزار ہیں اور ان کی متابعت پر راضی نہیں بلکہ ان بداندیشوں کی محبت نصاریٰ کی محبت سے ملتی جلتی ہے جو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رکھا کرتے تھے آخر اپنی انتہائی گمراہی کے باعث ان کو خدا کے ساتھ پوجنے لگے حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس محبت سے بیزار تھے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث شریف اس بات کی تائید کرتی ہے کہ فرماتے ہیں ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے تم (علی) میں عیسیٰ سے مشابہت ہے کہ یہودیوں نے ان کو برا سمجھا یہاں تک کہ انؑ کی والدہؑ پر زنا کی تہمت لگائی اور نصاریٰ نے ان کو اتنا پسندیدہ اور محبوب قرار دیا کہ ان کو اس درجہ پر پہنچایا جو ان کے لیے ثابت نہیں ہے (یعنی خدا کا بیٹا کہا)۔ پھر فرمایا کہ میرے (علی رضی اللہ عنہ) معاملہ میں دو جماعتیں ہلاک ہوں گی ایک تو وہ جو حد سے زیادہ مجھ سے محبت رکھنے والے ہوں گے اور مجھ میں وہ خوبیاں بتائیں گے جو مجھ میں نہ ہوں گی۔ دوسرے وہ جو میرے دشمن ہوں گے اور مجھ سے دشمنی ان کو اس پر آمادہ کرے گی کہ وہ مجھ پر بہتان باندھیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان "جبکہ بیزار ہو گئے وہ

لوگ کہ پیشوا تھے ان لوگوں سے کہ پیروی کرتے تھے " ان کے حال کی صحیح ترجمانی ہے۔

اے پروردِ گار جب ہدایت دے تو ہم کو تو نہ بھٹکا ہمارے دلوں کو اور بخش ہم کو اپنے پاس سے رحمت البتہ تو رحمت دینے والا ہے۔ اب ہم ان کے واہی تباہی اعتراضات کے جوابات کا سلسلہ چھیڑتے ہیں ۔ اور خدائے برتر پر بھروسہ کرتے ہیں جو سب سے بڑا بادشاہ ہے جو چاہتا کر گزرتا ہے اور اپنے بندوں کی دعا کو قبول فرماتا ہے۔

شانِ خلفائے ثلاثہ کا انکار

فتویٰ علمائے ماوراالنہر حضرات علمائے ماوراالنہر نے فرمایا (اللہ تعالیٰ ان کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے۔)کہ جناب پیغمبر علیہ السلام نے حضرات خلفاء ثلثہ کی بڑی تعظیم و توقیر ظاہر فرمائی اور ہر سہ بزرگوں کی مدح و تعریف میں بہت سی حدیثیں منقول ہیں۔ اور آنحضرتؐ کے اقوال و افعال بموجب آیتہ کریمہ "اور نہیں بولتے آپ خواہش سے وہ صرف وحی ہے جو بھیجی جاتی ہے " سراسر وحی ہیں اور شیعہ جب ان

بزرگوں کی مذمت کرتے ہیں تو گویا وحی کی مخالفت کرتے ہیں اور وحی کی مخالفت کھلا کفر ہے۔

روافض کا جواب شیعہ اس کے جواب میں بطور معارضہ کہتے ہیں کہ دلیل سے خلفاء کی شان میں قدح اور ان کی خلافت کا بطلان لازم آتا ہے کیونکہ اپنے موقف کی شرح میں آمدی کا یہ قول نقل کیا ہے جو اکابر اہل سنت سے ہیں کہ پیغمبر علیہ السلام کی وفات کے وقت اہل اسلام میں آراء کا اختلاف پیدا ہو گیا۔

پہلا اختلاف یہ تھا کہ پیغمبر علیہ السلام نے مرض موت میں ارشاد فرمایا میرے پاس کاغذ لاؤ کہ میں تمہارے لئے کچھ لکھ دوں تا کہ تم میرے بعد نہ بھکو۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بات پر راضی نہیں ہوئے کہا کہ آپ پر مرض کا غلبہ ہے اور ہمارے پاس اللہ کی کتاب موجود ہے جو ہم کو کافی ہے ، غرض صحابہ نے اس بارے میں اختلاف کیا اور ایک شور و غل کی آواز پیدا ہو گئی اس کیفیت سے آنحضرتؐ آزردہ خاطر ہوئے فرمایا اٹھو میرے سامنے جھگڑا مناسب نہیں۔

دوسرا اختلاف یہ تھا کہ واقعہ معلومہ کے بعد پیغمبرؑ نے ایک جماعت کو نامزد فرمایا کہ اسامتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ سفر پر روانہ ہوں اس

جماعت میں سے بعض نے تعمیل میں سستی برتی۔ جب آنحضرتؐ کو اس کی خبر ملی تو آپ ﷺ نے بڑا اصرار سے فرمایا اسامہ کے لشکر کو تیار کرو جو اس سے جان چرائے اس پر اللہ کی لعنت ہو اس تاکید کے باوجود بعض نے تعمیل کے لیے قدم نہیں اٹھایا اور آپ کی بات نہ مانی۔

لہٰذا ہم کہتے ہیں کہ جس امر کے لکھ لینے کی آنجنابؐ نے وصیت فرمائی وہ آیت مذکورہ کے بموجب وحی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اس امر کو روکا تو وہ ردِ وحی ہوا اور ردِ وحی کفر ہے اس کا تم کو بھی اعتراف ہے پھر اللہ کا یہ کلام اس پر دال ہے کہ جنہوں نے اللہ کے اتارے ہوئے فرمان کے مطابق فیصلہ نہیں کیا وہ کافر ہیں اور کافر پیغمبرؐ کی خلافت کی اہلیت نہیں رکھتا۔ اور نیز جیش اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں شریک ہونے سے جان چرانا بموجب دلیل کفر ہے اور باتفاق رائے حضرات خلفاء ثلثہ ہی شرکت سے بچے اور کنارہ کش رہے۔

بعد ازاں جب علما حضرات اعتراف کر چکے ہیں کہ آنحضرتؐ کا فعل وحی ہے اور حقیقت میں بھی ایسا ہی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ آنجنابؐ کا مروان کو مدینہ سے نکال دینا لازمی وحی ہے پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس کو بلا لینا اور معاملات اس کے سپرد کرنا اور اس کی عزت کرنا دو وجہوں سے کفر ہے اول اسی دلیل کی رو سے جو ابھی حضرات کرام نے بیان فرمائی

دوسرے بموجب فرمان الٰہی "نہ پائیں گے آپ کسی قوم کو جو ایمان لاتے ہوں اللہ اور دن آخرت پر، کہ دوستی کریں اس شخص سے کہ مقابلہ کرتا ہے اللہ اور اس کے رسول کا اگرچہ ہوں باپ ان کے یا بیٹے ان کے یا بھائی ان کے یا کنبہ ان کا"۔

جواب اب ہم توفیق الٰہی پر بھروسہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم کو تسلیم نہیں کہ آنحضرتؐ کے تمام اقوال و افعال بروئے وحی ہیں اور آیت کریمہ سے شہادت پیش کرنا مفید مطلب نہیں کیونکہ وہ قرآن کے ساتھ مخصوص ہے، قاضی بیضاوی فرماتے ہیں کہ اللہ کا فرمان عالی وماینطق عن الھوی اس مطلب کی طرف مشیر ہے کہ قرآن کی کوئی بات اپنی خواہش سے ادا نہیں فرماتے ۔اور اگر ایسا ہوتا کہ آپ کے تمام اقوال و افعال وحی کے بموجب ہوتے تو بعض اقوال و افعال آنسرورؐ پر اعتراض نہ ہوتا اور حضرت عزاسمہ سے عتاب واردنہ ہوتا جیسا کہ فرمایا اللہ تعالٰی "اے نبی آپ کیوں حرام کرتے ہیں اس کو جو اللہ نے آپ کے لیے حلال کیا۔ کیا آپ ازواج کی مرضی چاہتے ہیں" یا فرمان الٰہی ہے "اللہ نے آپؐ کو معاف کیا، آپؐ نے ان کوکیوں اجازت دی" یا ارشاد باری تعالٰی ہے " اور نبی کو نہیں چاہئیے کہ اس کے قیدی ہوں مگر یہ کہ خون گرا دے زمین میں تم دنیا کا سامان چاہتے ہو" اور فرمانِ خداوندی

ہے " اور نہ نماز پڑھیئے کسی پر ان میں سے جو مر جائے " ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ منافق پر آنحضرتؐ کے نماز پڑھنے کے بعد یہ آیت نازل ہوئی اور دوسری سے پتہ چلتا ہے کہ نماز سے پہلے مگر ارادہ ء نماز کے بعد اس آیت کا نزول ہوا۔ بہر حال فعل سے نہی کا ثبوت بہم پہنچتا ہے خواہ وہ اعضائے بدنی کا فعل ہو یا دل کا اس قسم کی مثالیں قرآن کریم میں بہت ہیں۔ تو ہو سکتا ہے آنجنابؐ کے بعض افعال واقوال رائے اور اجتہاد سے ہوں قاضی بیضاوی آیت ماکان کے ذیل میں کہتے ہیں یہ آیت اس امر کی دلیل ہے کہ حضرات انبیاء اجتہاد کرتے ہیں اور اجتہاد کبھی خطا ہوتا ہے لیکن وہ اس اجتہاد پر قائم نہیں رہتے اور صحابہ کرام عقلی اور اجتہادی امور و احکام میں اختلاف کی گنجائش اور خلاف کا حق رکھتے تھے۔ بعض صحابہ کی رائے پر وحی نازل ہوتی چنانچہ بدر کے قیدیوں کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے پر وحی آئی اور یہ اس لیے کہ آنسرورؐ کی توجہ مبارک امور عقلیہ کی طرف کم تھی۔ قاضی بیضاوی کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے پاس یوم بدر میں 70 قیدی لائے گئے جن میں عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عقیل بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ آپ نے ان کے بارے میں مشورہ فرمایا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے یہ آپ کی قوم ہے آپؐ کے اہل ہیں۔ ان کو باقی رکھیے شاید اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرمائے

اور ان سے فدیہ قبول فرمایئے جس سے آپ کے اصحاب قوت حاصل کریں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ان کی گردن اڑایئے کیونکہ یہ کافروں کے پیشوا ہیں اور آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے فدیہ سے بے نیاز کیا ہے۔ فلاں مجھ کو سپرد کیجئے اور علی رضی اللہ تعالیٰ اور حمزہ کے حوالے ان کے بھائی کیجئے تاکہ ہم ان کے سر قلم کریں۔ آنجناب ﷺ کو یہ رائے پسند نہ آئی فرمایا اللہ تعالیٰ نے بعض لوگوں کو دودھ سے زیادہ نرم کر دیتا ہے اور بعض کے دلوں کو پتھر سے زیادہ سخت بنا دیتا ہے اور اے ابوبکر تمہاری مثال حضرت ابراہیم کی سی ہے جنہوںؑ نے فرمایا جس نے میری پیروی کی وہ میری امت ہے جس نے میری نافرمانی کی، تو تُو گناہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے اور اے عمر تمہاری مثال نوحؑ کی سی ہے جنہوں نے فرمایا اے رب کسی کافر کو زمین پر بسنے والا نہ چھوڑ پس آپؐ نے اپنے اصحاب کو اختیار دیا (خواہ قتل کریں خواہ فدیہ لیں) انھوں نے فدیہ لیا۔ پس یہ آیت اتری ماکان لنبی اس کے بعد عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنجناب ﷺ کے پاس آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ آپؐ اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو رہے ہیں، عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے یا رسول اللہ رونے کا راز مجھے بھی بتلایئے تاکہ اگر رونا آئے تو روؤں ورنہ رونی صورت تو کم از کم بناؤں، آپؐ نے فرمایا کہ میں اپنے اصحاب پر رو رہا ہوں کہ انھوں نے فدیہ لے لیا

اور مجھ پر ان کا عذاب پیش کیا گیا۔ جو اس درخت سے بھی قریب تر تھا، قاضی بیضاوی کہتے ہیں کہ آنحضرت سے یہ بھی روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ اگر عذاب نازل ہوتا تو سوائے عمر اور سعد بن معاذ کے کوئی نہ بچتا کیونکہ صرف انھوں نے ہی قتل کا مشورہ دیا تھا۔ پس ہم کہتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا کاغذ منگوانے کے لیے حکم دینا یا جیش اسامہ کی تیاری کے لیے فرمانا اور اسی طرح آپ کا مروان کو مدینہ سے نکلوانا بطریق وحی نہ ہو بلکہ محض رائے اور اجتہاد سے ہو لہٰذا ان امور کی مخالفت کو ہم کفر تسلیم نہیں کرتے کیونکہ اس طرح کی مخالفت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ثابت ہے کہ ابھی گزرا۔ اور باوجود اس کے کہ نزول وحی کا سلسلہ جاری تھا کوئی عتاب یا انکار اس پر حضرت باری تعالیٰ سے وارد نہیں ہوا حالانکہ آنحضرت کی شان والا میں صحابہ کرام کی طرف سے ذرا سی بے ادبی واقع ہونے پر حق سبحانہ وتعالےٰ کی جانب سے نہی وارد ہوتی اور مرتکبین بے ادبی پر وعید نازل ہوتی چنانچہ حضرت عزاسمہ فرماتے ہیں "اے ایمان والو! اپنی آوازوں کی نبی کی آواز سے اونچا نہ اٹھاؤ اور گفتگو بلند آواز سے جیسا کہ آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو نہ کیا کرو ایسا نہ ہو کہ تمہارے عمل ضائع ہو جائیں اور تم کو علم بھی نہ ہو"۔ شارح مواقف نے آمدی سے نقل کرتے ہوئے کہا ہے کہ نبی ﷺ کی وفات کے وقت

مسلمان ایک ہی عقیدہ پر قائم تھے۔ سوائے ان لوگوں کے جو نفاق کو چھپاتے تھے اور موافقت کو ظاہر کرتے تھے۔ پھر ان میں آپس میں اختلاف رونما ہوا۔ پہلے ان امور اجتہادیہ میں جن سے نہ تو ایمان واجب ہو اور نہ کفر واجب ہے اور ان کی غرض اس سے دین کے مراسم کو قائم کرنا اور شریعت کے طروق کی پائداری تھی، چنانچہ ایک اختلاف ان کا وہ تھا جو نبی ﷺ کے مرض موت میں آپؐ کے فرمان ایتونی بقرطاس الخ کے ذیل میں رونما ہوا یا وہ اختلاف جو جیش اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پیچھے رہنے میں واقع ہوا بعض نے اتباع کو واجب قرار دیا بموجب حکم حضور علیہ السلام جھزوا جیش اسامتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لعن اللہ من تخلف عنہ۔ اور بعض نبی ﷺ کی بیماری کا انجام دیکھنے کے انتظار میں پیچھے رہے۔

اگر اس پر اعتراض کریں اور اسی مقدمہ ممنوعہ کو ثابت کرنے لگیں کہ آنسرور کائنات علیہ الصلوٰۃ وسلام کے اجتہاد کا ثبوت بھی تو وحی سے ہوا ہے۔ پس صادق آیا کہ جمیع انحال واقوال آنحصرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بموجب وحی ہی ہیں کیونکہ حکام اجتہادیہ اس صورت میں بذریعہ وحی ہی ثابت ہوئے ہیں۔

جواب میں ہم کہتے ہیں کہ جمیع افعال و اقوال سے مراد ہر فعل اور ہر قول آنحضرت ﷺ کا خاص خاص طور پر تفصیلاً ہے جیسا کہ سمجھدار دقیق النظر انسان پر پوشیدہ نہیں ورنہ لازم آتا ہے کہ مجتہدین کے تمام اقوال و افعال بموجب وحی ہوں کیونکہ ان کا اجتہاد بھی تو وحی سے ثابت ہے۔ عقل مند اس سے عبرت حاصل کریں علاوہ اس کے ہم کہتے ہیں کہ اس مقدمہ کا اثبات کوئی نفع نہیں دیتا اس لئے کہ اس کی کنجی دوسرا ایک مقدمہ ہے وہ یہ کہ نبی ﷺ کے جمیع افعال و اقوال وحی سے ثابت ہونے کی تقدیر پر ان کی مخالفت کا کفر ہونا ہے اور اس کا حال گزر چکا۔

اب علماء ماور النہر کی عبارت میں ان کے اس قول سے مراد کہ آپ کے تمام افعال و اقوال بموجب وحی ہیں وہ امور ہیں جو اجتہادیہ کے علاوہ آپ سے صاد ہوئے خواہ وہ وحی خفی سے ہوں یا وحی جلی سے اور اسی قدر تعمیم ان کے مقصد میں کافی ہے ظاہر ہے وہ احادیث جو خلفائے ثلاثہ کی مدح و ستائش میں وارد ہیں۔ان کا شمار غیب کی خبروں سے ہے اور غیب بطریق وحی ہو سکتا ہے۔ رائے اور اجتہاد کو اس میں کوئی دخل نہیں خدائے عزوجل نے فرمایا" اللہ ہی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں ان کو سوائے اس کے کوئی نہیں جانتا " اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "وہ غیب کا جاننے والا ہے ، اپنے غیب پر کسی کو آگاہ نہیں کرتا مگر جس کو چاہے اپنے رسولوں میں سے"۔

لیکن بدیں صورت لازم آتا ہے کہ یہ آیہ کریمہ وما ینطق عن الھوی۔ سے وہ عام معنی مراد ہوں جو قرآن اور وحی خفی ہر دو کو شامل ہے اور شک نہیں کہ اس قسم کے اقوال و افعال سے انکار اور ان کی مخالفت سے وحی کی مخالفت اور اس کا انکار لازم آتا ہے اور وحی کی مخالفت کفر ہے۔

اور وہ احادیث جو ان بزرگوں کی مدح و ستائش میں وارد ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص سرمایہ علم بخش ہیں کثیر تعداد میں ہیں۔ یہاں تک کہ اگر ان کی" کثرت طُرق و تعدد رواۃ "کے لحاظ سے کیا جائے۔ تو وہ شہرت کی حد تک یا معناً تواتر کے درجہ تک پہنچتی ہیں ہم ان میں سے چند کا ذکر کرتے ہیں مثلاً

ایک وہ جو ترمذی نبی ﷺ سے بدیں بیان کرتے ہیں کہ "آپ نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ تم میرے غار کے ساتھی ہو اور حوض کوثر پر میرے رفیق۔"

انھیں ترمذی کی بیان کردہ حدیث کہ" آپ ﷺ نے فرمایا جبرئیل میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ کو جنت کا دروازہ دکھایا جس سے میری امت کے لوگ داخل ہوں۔ ابوبکر بولے یا رسول اللہ میری آرزو

ہے کہ میں آپ کے ساتھ ہوتا اور اس دروازے کو دیکھتا۔ آپؐ نے فرمایا ابو بکر تم تو جنت میں سب سے پہلے داخل ہو گے۔"

بخاری و مسلم میں حدیث نقل ہے کہ" نبیؐ نے فریاما میں جنت میں گیا اور وہاں میں نے ایک محل دیکھا جس کے صحن میں ایک لونڈی تھی ، میں نے پوچھا یہ کس کی ہے کہا یہ عمر بن الخطاب کی ہے میرا ارادہ ہوا کہ اندر جا کر لونڈی کو دیکھوں لیکن اے عمر تمہاری غیرت مجھ کو یاد آئی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایایا رسول اللہ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں کیا آپؐ پر مجھے غیرت ہو سکتی ہے۔"

ابن ماجہ روایت کرتے ہیں کہ "نبی ﷺ نے فرمایا میری امت کا وہ شخص جنت میں سب سے بلند درجہ ہو گا۔ ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم اُس شخص سے مراد سوائے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کسی کو نہیں جانتے تھے یہاں تک کہ انھوں نے وفات پائی۔"

یہاں وہ حدیث بھی قابل لحاظ ہے جو ابو علی عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ "نبیؐ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو بکر اور عمر کو مقدم نہیں بنایا بلکہ خود خدا تعالیٰ نے ان کو مقدم ٹھہرایا"۔

وہ حدیث جو ابو علی بیان کرتے ہیں کہ "فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میرے پاس جبرئیل آئے میں نے ان سے کہا کہ عمر بن الخطاب کے فضائل بیان کیجئے انہوں نے جواب دیا اگر میں ان کے فضائل اس قدر بیان کروں جس قدر مدت نوحؑ اپنی قوم میں رہے تو بھی ان کے فضائل ختم نہ ہوں اور عمر ابو بکر کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہیں"۔

یہاں وہ حدیث بھی قابل لحاظ ہے جس کو ترمذی اور ابن ماجہ علی ابن ابی طالب و انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ "نبی ﷺ نے فرمایا کہ ابو بکر و عمر دونوں جنت کے ادھیڑ عمر والوں کے سردار ہیں اولین سے آخریں تک سوائے انبیاء اور مرسلین کے۔"

یہاں وہ حدیث بھی قابل غور ہے جو بخاری و مسلم موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا "میں (موسیٰ اشعری) مدینہ کے ایک باغ میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا ایک شخص آئے انھوں نے دروازہ کھلوانا چاہا آپ نے فرمایا دروازہ کھولو اور اندر آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو میں نے دروازہ کھولا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ابو بکر ہیں میں نے ان کو خوشخبری دی انہوں اس پر اللہ کا شکر ادا کیا پھر ایک شخص نے دروازہ کھلوانا چاہا۔ حضور اکرمؐ نے مجھے سے فرمایا۔ دروازہ کھولو آنے والے کو جنت کی خوشخبری سناؤ میں نے دروازہ کھولا کیا دیکھتا ہوں کہ عمر ہیں

میں نے ان کو خوشخبری سنائی انھوں نے اس پر اللہ کا شکر ادا کیا پھر ایک آدمی نے دروازہ کھلوانا چاہا، آپ نے فرمایا دروازہ کھولو اور انہیں جو مصیبت پہنچے والی ہے اس کے بدلے میں ان کو جنت کی خوشخبری سناؤ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ عثمان ہیں میں نے ان کو خوشخبری سنائی انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور کہا اللہ مدد گار ہے۔"

نیز اگر مان بھی لیا جائے کہ مروان کا نکالنا بروئے وحی تھا تو ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ اس کا نکالنا اور جلاوطنی ہمیشہ کے لئے تھی اورآنحضرتؐ کی دائمی منشا تھی ایسا کیوں نہ ہو کہ اخراج وقتی ہو جلا وطنی مقررہ مدت تک ہو جیسا کہ آنحضرتؐ نے حد زنا میں فرمایا کنوارے کی کنواری کے ساتھ زنا پر سو کوڑے اور ایک سال کی جلا وطنی ہے اب چونکہ حضرت عثمان کو اخراج کی مدت کا پتہ تھا۔ سزا اور جلا وطنی کی مدت ختم ہونے پر آپ اس کو مدینے لے آئے اور اس میں کوئی قباحت نہیں ہے رہی آیت لاتجد قوماً الخ۔تو یہ کفار کی دوستی سے روکتی ہے اور مروان کا کفر ثابت نہیں کہ اس کی دوستی ممنوع قرار پائے ۔ لہٰذا سمجھو انصاف کرو اور سینہ زوری نہ کرو کہ اندھی اوٹنی کی طرح بھکنے لگو۔

نیز شیعہ نے بطریق اور مناقضہ کہا کہ خلفائے ثلثہ کی مدح جو آنحضرتؐ سے ثابت ہے وہ متفق علیہ فریقین نہیں کیونکہ شیعہ کی کتابوں

میں ان کا نشان تک نہیں اور جو احادیث مذمت پر دلالت کرتی ہیں مثلاً گزشتہ روایتیں (کاغذ اور جیش اسامتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی) کیونکہ یہ ہر دو فریق کی کتابوں میں درج ہیں یہ بھی کہتے ہیں کہ بعض اہل سنت وضع حدیث کو مصلحت کی خاطر جائز قرار دیتے ہیں۔ لہٰذا غیر متفق علیہ حدیث پر سے اعتماد لازمی اٹھ جاتا ہے۔

دفع اشکال میں بطریق اثبات مقدمہ ممنوعہ ہم کہتے ہیں کہ جب شیعہ انتہائی تعصب و عناد سے اسلاف پر طعن اور خلفائے ثلثہ پر سب دشتم بلکہ ان کو کافر کہنے کو اسلام اور اپنی عبادت خیال کرتے ہیں تو لا محالہ احادیث صحاح جو ان کے مناقب میں واقع ہیں ان میں بے سند و بے دلیل جرح و قدح کرتے ہیں۔ اور ان میں تحریف و تصرف سے کام لیتے ہیں یہ تو کلام اللہ (قرآن کریم) جس پر مدارِ اسلام ہے اور قرون اول سے بتواتر نقل ہے اور کسی شبہ کی اس میں گنجائش نہیں اور مطلق زیادتی و نقصان کا اس میں احتمال نہیں اس میں گھڑی ہوئی آیتیں اور بناوٹی کلمے ملادیتے ہیں اور آیات قرآنی میں تصحیف کوروار کھتے ہیں چنانچہ آیہ کریمہ "ان علینا جمعہ وقرانہ فاذا قراناہ فاتبع قرانہ" میں تصحیف کر ڈالی اور اس طرح تحریف کا قلم چلایا" ان علیاً جمعہ وقرابتہ فاذا قراتہ فاتبع قرابتہ"۔ انتہائی گمراہی کا شکار ہو کر یہاں تک جاتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے ان آیات قرآنی کو چھپا لیا ہے جو اہل بیت کی مدح میں وارد تھیں اور ان کو قرآن میں شامل نہیں کیا۔

یہ بات بھی اوپر گذر چکی ہے کہ ان شیعہ کا ایک فرقہ اپنے گروہ کے نفع اور بہبود کے لیے جھوٹی گواہی کو روا رکھتا ہے انہیں برائیوں سے یہ لوگ طعن کے نشانہ بنے اور ان پر سے اعتماد اٹھ گیا اور ان کی عدالت ختم ہوگئی۔ ان کی تصنیف شدہ کتابیں اعتبار کھو بیٹھیں اور ان کا درجہ تحریف شدہ توریت و انجیل سے زائد نہ رہا۔ اہل سنت کی کتب صحاح میں مثلاََ بخاری جو اصح کتب بعد القرآن ہے یا مسلم وغیرہ میں خلفائے ثلثہ کی مدح وستائش کے علاوہ کچھ نہیں اب یہ اپنے فساد طبع اور خرابی مزاج سے اس کو مذمت خیال کر بیٹھے۔ یہ ان کا سراسر خیال فاسد اور تصور باطل ہے۔ کوئی صفراوئ مزاج والا جس طرح شکر کو کڑوا جانتا ہے بس یہی حال ان شیعہ کا ہے اس کی تحقیق اوپر گزر چکی ۔ اور جو کج طبع ہیں متشابھات کی تابعداری فتنہ انگیزی کی غرض سے کرتے ہیں۔

اور شیعہ کا کہنا کہ بعض اہل سنت وضع حدیث کو مصلحت کی بناء پر جائز سمجھتے ہیں اور اسی لئے غیر متفق علیہ حدیث پر سے اعتبار اٹھ گیا۔ تو یہ بات اس وقت وقعت رکھتی اگر اہل سنت نے اس قسم کے لوگوں کے کلام کو رد نہ کیا ہوتا اور تردید کا پہلو اختیار نہ کرتے اور ان کے کذب کو بے

نقاب نہ کرتے۔ لیکن اس کے بر خلاف واقعہ تو یہ ہے کہ اہل سنت نے اپنی کتابوں میں ان کے کذب و افتراء کو وضاحت سے بیان کیا اور ان کے کلام کو درجہ اعتبار سے گرا دیا۔ لہٰذا اب اہل سنت کی طرف کون سا قصور عائد ہو سکتا ہے۔اب تو حق باطل سے نکھر کے صاف جدا ہو گیا۔

نیز شیعہ نے جواب میں بطریق منع کہا کہ ہم تسلیم نہیں کرتے کہ خبر واحد کی مخالفت کفر ہے۔ کیونکہ ثابت ہے کہ مجتہدین نے خبر احاد کی مخالفت کی ہے واضح رہے کہ وہ احادیث جو صحابہ کرام کی مدح و ستائش میں وارد ہیں۔ اگرچہ بااعتبار الفاظ کثرت رواۃ اور تعدد طرق و تواتر معنوی کی حد تک پہنچ چکی ہیں جیسا کہ پیچھے گزرا۔ اس میں تو بہر حال شک کی گنجائش نہیں کہ ان کے مطلب و مفہوم سے انکار کفر ہے اور اس قسم کی احادیث سے مخالفت مجتہدین سے ثابت نہیں ہے بلکہ امام ابو حنیفہؒ جو رئیس اہل سنت ہیں نہ صرف خبر واحد کو بلکہ اقوال صحابہ کو بھی قیاس پر مقدم رکھتے ہیں اور ان کی مخالفت کو روا نہیں رکھتے۔ نیز شیعہ خلفائے ثلثہ کی مدح میں ورود احادیث کو مانتے ہوئے جواب میں کہتے ہیں اور مقدمہ صیحہ کو رد کرتے ہیں۔ کہ آنحضرتؐ کی تعظیم و توقیر جو خلفائے ثلثہ کی شان میں واقع ہے یہ مخالفت کے وقوع سے پہلے پہلے کی تھی اس سے نتیجہ کی سلامتی و بہتری کا پتہ نہیں چلتا کیونکہ وہ گناہ جو ابھی صادر نہ ہوا ہو باوجود یہ کہ اس کا

صدور معلوم ہو اس کی سزا قبل صدور مناسب نہیں چنانچہ حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن ملجم کی بد کرداری کا پتہ دے دیا تھا لیکن بایں ہمہ اس کو سزا نہیں دی۔

واضح ہو کہ جو احادیث ان کی مدح میں وارد ہیں۔ ان کی عاقبت کی درستی اور بہتری کی کھلی دلیل ہیں اور ان کے پُر امن خاتمہ کو بتاتی ہیں ان احادیث کا مضمون صاف اس طرف مشیر ہے اور اس قسم کی صحیح اور احسن حدیثیں بہت سی ہیں۔ اور جس طرح گناہ کے سر زد ہونے سے پہلے یا اس تصور سے پہلے جس کا سر دز ہونا معلوم ہو۔ عقوبت مناسب نہیں اسی طرح جس کی برائی معلوم ہو اور وہ سزا وار عقوبت ٹھہرتا ہو اس کی مدح و ستائش بھی روا نہیں لہٰذا مدح و تعظیم ان بزرگوں کی ان کی اچھائی پر صاف دال ہے۔ فی الوقت بھی اور آئندہ بھی یہی وجہ تھی کہ حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن ملجم کو اگر سزا نہیں دی تو اس کی تعریف و توصیف بھی نہیں کی اور اس کی تعظیم و توقیر کو روا نہ رکھا۔ اس مبحث کی تحقیق آیہ کریمہ لقد رضی اللہ عن المومنین الخ۔ کے ذیل میں آئے گی۔

روافض اور سبِ صحابہ اکرام

فتویٰ علمائے ماوراالنہر علمائے ماوراالنہر رحمہم اللہ نے فرمایا کہ بمقتضائے آیہ کریمہ لقد رضی اللہ عن المومنین الخ۔ خلفائے ثلثہ رضامندی حق سے مشرف ہو چکے ہیں لہٰذا اُن کو گالی دینا کفر ہو گا۔

روافض کا جواب شیعہ نے جواب میں بطریق مناقصہ کہا اور ان کی رضا مندی کے استلزام کو رد کیا کہا کہ اگر گہری نظر سے دیکھا جائے تو اس آیت سے ایک مخصوص فعل (بیعت) پر حضرت عزاسمہ کی رضامندی کا پتہ چلتا ہے اور اس سے کسی کو انکار نہیں کہ خلفاء ثلثہ سے بعض افعال حسنہ صادر ہوئے ہیں گفتگو اس میں ہے کہ بعض افعال قبیحہ بھی ان سے سر زد ہوئے جو بیعت و عہد کے مخالفت ہیں جیسا کہ خلافت کے بارے میں حضرت پیغمبر علیہ السلام کی نص کی مخالفت کی اور خلافت کو چھین بیٹھے، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آرزدہ دل کیا۔ حالانکہ صحیح بخاری میں مذکور ہے اور مشکوٰۃ میں مناقب کے بیان میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ "آنحضرتؐ نے فرمایا جس نے ان کو اذیت پہنچائی تو اس نے مجھ کو اذیت پہنچائی اور جس

نے مجھ کو اذیت پہنچائی اس نے گویا اللہ کو ستایا " پھر اس کلام صادق کا مضمون "البتہ وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذاء دیتے ہیں۔ ان پر اللہ نے دیناو آخرت میں لعنت کی" صاف اس امر پر گویا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ بواسطہ ان افعال قبیحہ کے اور وصیت حضرت پیغمبر علیہ السلام کو رد کر دینے اور جیش اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پیچھے رہنے سے وہ طعن و مذمت کا نشانہ بنے کیونکہ عاقبت کی سلامتی اعمال کے خاتمہ کی اچھائی پر موقوف ہے اور عہد حضرت پیغمبر علیہ السلام کو وفا کرنے پر۔

جواب ہم کہتے ہیں کہ جس مقدمہ کو وہ رد کرتے ہیں اسی کو ہم ثابت کرتے ہیں۔ اور بیان استلزام یہ ہے کہ آیت کریمہ کا مفہوم بعد تحقیق و تدقیق یہ ٹھیرتا ہے کہ حق سبحانہ کی رضا مندی مومنین کے ساتھ اسی وقت سے ثابت ہے جبکہ وہ نبی کے ساتھ بیعت کر رہے تھے۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہے اور تدقیق سے بھی یوں معلوم ہوتا ہے کہ بیعت ان کی نبیؐ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کی علت ہے پس بیعت کا فعل حسن ہونا اور پسندیدہ ہونا ان سے خود سمجھ میں آسکتا ہے کیونکہ وہ رضا مندی کی علت (وجہ) ہے۔ چنانچہ جب یہ لوگ بیعت کرنے

والے اس بیعت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی سے مشرف ہو چکے ہیں تو بیعت بطریق اولی پسندیدہ ہو گی۔ لیکن بیعت کا پسندیدہ ہونا اصل میں بغیر اس کے کہ بیعت کرنے والے پسندیدہ لوگ ہوں جیسا کہ شیعہ گمان کرتے ہیں فہم سے بالکل بعید بات ہے۔ جو اسالیب کلام سے ذرا سی واقفیت بھی رکھتا ہو گا اس سے یہ حقیقت پوشیدہ نہیں۔ اور جب تک ان کی رسائی نہ ہو سکی تو انھوں نے اپنی خطا کا نام تدقیق رکھ لیا۔

لہٰذا ہم کہتے ہیں کہ وہ جماعت جس سے حق سبحانہ راضی ہو گیا ہو ان کے اندرونی اور چھپے حالات سے واقف ہو ان پر سکینہ اور طمانیت اتار چکا ہو جیسا کہ فرمایا "پس جانا ان کے دل کی چیز کو پس نازل کی سکینہ ان پر"۔ اور اس جماعت کو آنسرور ﷺ نے جنت کی خوشخبری سنا دی ہو وہ جماعت لا محالہ خاتمہ کی برائی اور نقص عہد و بیعت سے محفوظ و مامون ہو گی۔

اس کے علاوہ اگر آیت سے مراد اللہ تعالیٰ کی رضا مندی ان کے فعل خاص بیعت سے ہو جیسا کہ شیعہ کو دھوکا لگا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ جب حق سبحانہ ان کی بیعت سے راضی ہوا اور ان کے اس فعل کو مستحسن سمجھا تو وہ جماعت جو اس رضا مندی سے مشرف ہوئی پسندیدہ اور محمود العاقبہ ہو گی۔ اور اللہ تعالیٰ اس وقت کفار کے افعال سے راضی نہیں ہے اور اسی

طرح اس جماعت کے افعال سے بھی راضی نہیں جو مذموم العاقبہ ہے اگرچہ پسندیدہ افعال اس سے سر زد ہوں اور وہ افعال حسنہ اور صالحہ ہوں ۔ چنانچہ ایسے ہی لوگوں کے اعمال کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے " اور وہ لوگ ہی کافر ہیں ان کے اعمال سراب (دھوکا) کی طرح ہیں جو چٹیل میدان میں ہو پیاسا اس کو پانی سمجھتا ہے یہاں تک کہ جب اس کے پاس آتا ہے اس کو کچھ نہیں پاتا"۔ یا دوسری جگہ فرماتا ہے " اور جو تم میں سے اپنے دین سے مرتد ہو جائے پس وہ مرجائے کافر ہو کر وہی لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا و آخرت میں ضائع ہو گئے ہیں"۔ لہٰذا وہ فعل جو آخرت میں کام نہ آئے اور نا چیز ہو جائے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کوئی معنی نہیں رکھتی کیونکہ رضا قبولیت کے آخری درجہ سے عبارت ہے اور اللہ تعالیٰ کا کسی چیز کو رد کرنا یا قبول کرنا باعتبار انجام اور نتیجہ کے ہے کیونکہ دار و مدار خاتمہ پر ہوتا ہے۔

خلافت امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں حضرت پیغمبر علیہ السلام سے کسی نص کا وارد ہونا ثابت نہیں ہوا۔ بلکہ امتناع ورود پر دلیل قائم ہے کیونکہ اگر نص وارد ہوتی تو بتواتر نقل ہوتی کہ اس کے دواعی (دعوی دار) بہت ہوتے۔ مثلاً اگر کسی خطیب کا منبر پر قتل ہو جائے تو وہ مشہور اور تواتر ہوتا ہے۔ نیز حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس نص کو

دلیل میں پیش کرتے اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت سے روک دیتے۔ جس طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انصار کو خلافت سے روک دیا اور حدیث "الائمۃ القریش۔ ترجمہ: امام قریش میں سے ہوں گے " پیش کی انصار نے اس کو قبول کیا اور امامت سے دست کش ہو گئے۔

شارح تجرید نے کہا جس کو دین سے ذرا سا بھی لگاؤ ہو وہ کیسے گمان کرے کہ صحابہ کرام جنھوں نے آنحضرتؐ کی نصرت کی خاطر شریعت کو برقرار رکھنے کے لیے اور آنجناب ﷺ کی تعمیل حکم اور اتباع طریقہ کی خاطر اپنی جانیں قربان کیں ، اپنا مال و دولت لٹا ڈالا اپنے عزیز و اقارب اور کنبے والوں کو قتل کیا ، وہ آنجنابؐ کو دفن کرنے سے پہلے آپ ﷺ کی مخالفت کر بیٹھیں ۔ پھر جب کہ مقصود پر نصوص قطعیہ اور ظاہر دلائل موجود ہوں بلکہ اس جگہ اشارت اور روایات اور بھی ہیں کہ بہت دفعہ ان کے جمع ہونے سے علم قطعی ہوجاتا ہے اگرچہ وہ ان نصوص قطعیہ کے مثل نہ ہوں ۔ اور وہ یہ کہ وہ نصوصِ قطعیہ (جو امامت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق ہیں) محدثین میں سے کسی ثقہ شخص سے ثابت نہیں ہیں باوجودیکہ ان محدثین کو امیر المومنین سے شدید محبت ہے اور انہوں نے بہت سی وہ احادیث نقل کی ہیں جو آپ (حضرت علی رضی اللہ عنہ)

کے مناقب اور امور دنیا و آخرت میں آپ کے کمالات سے تعلق رکھتی ہیں۔ نیز آپ کے خطبوں ، رسائل، فخر و مباہات کے کلاموں ، مخاصمات میں اور اس وقت کے لوگ آپ کی بیعت سے رُکے رہے ان کی نقل ثابت نہیں ۔ بلکہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امر خلافت کو چھ آدمیوں کے مشورہ پر موقوف رکھا اور آپ (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)اس شوریٰ میں داخل ہوئے۔

اور بیعت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے موقع پر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا آپ ہاتھ بڑھایئے میں آپ سے بیعت کروں تا کہ لوگ کہیں کہ آنحضرتؐ کے چچا نے اپنے بھتیجے سے بیعت کر لی نتیجتاَ آپ کی بیعت سے دو آدمی بھی نہ پھر سکیں۔ لیکن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کاش میں رسول اللہ ﷺ سے اس امر خلافت کے بارے میں دریافت کرلیتا پھر جو ہوتا اس میں ہم جھگڑا نہ کرتے۔

پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لوگوں کے بیعت کرنے میں مباحثہ کیا لیکن کوئی نص نبیؐ پیش نہیں کی۔

آزارِ فاطمہ کی توجیہ

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آزار رسانی سے جو بظاہر ممانعت حدیث میں وارد ہے وہ مطلق بہر وجہ مراد نہ ہو گی کیونکہ بعض وقت تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی آزردہ دل ہوئیں۔ چنانچہ احادیث و آثار اس دال ہیں نیز حضرت پیغمبر علیہ السلام نے بعض ازواج سے فرمایا مجھے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے معاملہ میں ایذا نہ دو کیونکہ وحی مجھ پر سوائے عائشہ کے کسی کے لحاف میں نہیں آتی۔ لہٰذا آں حضرت ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آزار و آزردگی کو بھی اپنا آزار قرار دیا ہے اور شک نہیں کہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آزردہ دل تھیں لہٰذا ہم کہتے ہیں کہ احادیث میں جس ایذا رسانی کی ممانعت ہے ہو سکتا ہے کہ وہ خواہش نفسانی کے ساتھ مخصوص ہو اور ارادہ شیطان کے ساتھ مشروط ہو۔ اور آزار و آزردگی جو کلمہ حق کے اظہار سے واقع ہو جو مطابق حدیث و نص ہو تو وہ ممنوع نہ ہو۔ پھر اس کا بھی سب کو علم ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آزردگی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس باعث تھی کہ آپ نے وراثت فدک کو روک دیا تھا اور حضرت صدیق اکبر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس ممانعت میں حدیث نبوی سے حجت لاتے تھے کہ آنجناب ﷺ نے فرمایا " ہم انبیاء کے گروہ ہیں ہم ورثہ نہیں چھوڑتے جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے"۔ آپ خواہش نفسانی کے تابع نہ تھے لہٰذا آپ وعید میں داخل نہیں ہوں گے۔ اگر کوئی کہے کہ جب حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث سے حجت لائے اور آپ نے آنحضرت ﷺ کا دیا ہوا حکم نقل کیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیوں غصہ ہوئیں کہ آپ کی آزردگی آنحضرتؐ کی آزردگی تھی جس کی ممانعت ہے اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا غصہ اور آپ کی آزردگی باختیار و قصد نہ تھی بلکہ بتقاضائے بشری و جبلت عنصری اور بشریت کے تقاضے اختیار و قصد سے باہر ہیں۔ اور نہی و ممانعت میں شامل نہیں۔

مقام صدیق اکبر

فتویٰ علمائے ماوراالنہر علماء ماوراالنہر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت پیغمبر علیہ السلام کا صاحب قرار دیا ہے لہٰذا آپ مستحق ملامت وذم نہیں ٹھہر سکتے۔

روافض کا جواب شیعہ اس کے جواب میں بطریق منع کہتے ہیں کہ پیغمبر کا صرف صاحب ہونا خوبی کی نشانی نہیں آیت " قال لصاحبه وهو يحاوره اكفرت۔ ترجمہ: کہا اس نے اپنے صاحب سے اور وہ جواب و سوال کر رہا تھا کہ تو نے کفر کیا"۔ دلالت کرتی ہے کہ مسلم اور کافر میں مصاحبت ہو سکتی ہے۔ اور آیت "یا صاحبی السجن ارباب متفرقون خیر ام الله الواحد القهار۔ ترجمہ: اے میرے قید خانہ کے صاحبو ! کیا مختلف رب بہتر ہیں یا اللہ واحد القہار " بھی اسی مطالعہ کی تائید کرتی ہے۔ گویا حضرت یوسفؑ جو پیغمبر ہیں دونوں آدمیوں کو اپنا صاحب کہتے ہیں جو بت پرست تھے ۔ اس سے صاف ظاہر ہوا کہ پیغمبر کا صرف صاحب ہونا خوبی کی نشانی نہیں جس کے نصیب میں فلاح و بہبود نہ تھی اس کو نبی کا چہرہ دیکھنا سود مند نہ ہوا۔

جواب ہم مقدمہ ممنوعہ کو ثابت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مصاحبت بشرط مناسبت بلا شبہ موثر ہے اور اس کی تاثیر کا انکار کرنا اصل بات کو ٹھکرانا ہے اور عرف و عادت سے مقابلہ کرنے برابر ہے۔ چنانچہ ایک بزرگ کیا خوب کہتے ہیں

ہر کہ از آثار صحبت منکر است جہل او بر ما مقرر می شود

ترجمہ: جو صحبت کے آثار کا منکر ہے اس کی جہالت ہمارے نزدیک ثابت ہے۔

اب چونکہ مسلم و کافر میں مناسبت نہ تھی ایک دوسرے کی صحبت کا اثر لینے سے محروم رہ گئے۔ اور یہ جو منقول ہے کہ وہ دو بت پرست حضرت یوسفؑ کی صحبت کی برکت سے مسلمان ہو کر مشرکین کی عادات سے بیزار ہو گئے تو صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پوری مناسبت رکھنے کے باوجود آنحضرتؐ کی صحبت با سعادت سے کیوں سعادت اندوز نہ ہوں اور آنجنابؐ کے کمال و معارف سے کس طرح محروم ہوں ۔چنانچہ آنسرور ﷺ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ نے میرے سینہ میں جو بھی چیز ڈالی وہ میں نے ابوبکر کے سینہ میں ڈال دی ظاہر ہے جس قدر مناسبت زیادہ اسی قدر فائدہ صحبت زیادہ ۔ لہٰذا اس طرح حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام صحابہ سے افضل ٹھہرے اور صحابہ میں سے کوئی بھی آپ کے درجہ تک نہ پہنچ سکا۔ یہ اسی لیے کہ آپ کو آنحضرتؐ سے سب سے زیادہ مناسبت تھی۔

آنحضرتؐ نے فرمایا کہ "ابوبکر کو کثرت نماز و روزہ سے فضلیت نہیں دی گئی بلکہ اس چیز کی وجہ سے جو ان کے دل میں ڈالی گئی ہے"، علماء نے فرمایا یہ ہے کہ وہ چیز محبت اور فنا فی حب رسولؐ ہے پس انصاف کو سامنے رکھتے ہوئے پیغمبرؐ کے ایسے ساتھی کو کس طرح قابل ذم و لعن قرار

دیا جائے ۔ان لوگوں کے مونہوں سے بہت بڑی بات نکلتی ہے۔ یہ لوگ جھوٹ کے سوا کچھ منہ سے نہیں نکالتے۔

حضرت علی کی بیعتِ خلفائے ثلثہ

فتویٰ علمائے ماوراالنہر علما ماوراء النہر نے فرمایا کہ حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ باوجود انتہائی بہادر ہونے کے جب لوگوں نے خلفاء ثلثہ کی بیعت کی تو آپ نے منع نہیں فرمایا بلکہ خود بھی متابعت میں حصہ لیا لہٰذا یہ بات بھی بیعت کے حق ہونے پر کھلی دلیل ہے ورنہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں فرق آتا۔

روافض کا جواب شیعہ نے اس کے جواب میں بطریق نقض کہا اور الزام مشترک جاری کیا لیکن اس کی بھی توجیہہ بطریق منع ہو سکتی ہے جس کو مناظرہ کے فن سے ذرا مذاق ہے اس کے نزدیک یہ بات ظاہر ہے۔ شیعہ نے اس طرح کہا کہ اس سے پہلے کہ حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت ﷺ کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوں

خلفائے ثلثہ نے تقیفہ بنی ساعدہ میں اکثر صحابہ کو جمع کیا اور ابو بکر کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اب جب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خبر سنی تو متبعین کی کمی، اہل حق کی کمی اور بلا وجہ کی خونریزی سے ڈر کر یا کسی اور امر کی بناء پر مزاحمت پر آمادہ نہ ہوئے تو یہ حقیقت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے حق ہونے کو نہیں بیان کرتی۔

دیکھیے ہجرت کے موقع پر حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ باوجود اس کے کہ بڑے بہادر تھے اور حضرت پیغمبر ﷺ کی خدمت میں حاضر اور آپ کے علاوہ تمام صحابہ بھی آنجنابؐ کی ہمراہی میں موجود لیکن پھر بھی کفار قریش سے جنگ کے بغیر مکہ معظمہ سے آنجنابؐ نے ہجرت فرمائی۔ پھر ایک مدت بعد جب واپس مکہ کی طرف پھرے تو حدیبیہ میں پہنچ کر صلح کی اور لوٹ کے چلے گئے۔ لہٰذا جو سبب آنحضرتؐ، امیر اور صحابہ کا کفار قریش سے جنگ نہ کرنے کا ہو سکتا ہے وہی سبب حضرت امیر کے جنگ نہ کرنے کا ہو سکتا ہے۔ بلکہ مزید یہ کہ کفار قریش کی سچائی کا وجود ہی نہ تھا مگر حضرت امیر کے مقابل کے لوگ تو پھر بھی کچھ سچائی رکھتے تھے (تو ان کے خلاف امیر کیسے اٹھتے) ۔ اہل تحقیق جانتے ہیں کہ یہ نقض اٹھ کر اوپر بھی جاتا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ پہنچتا ہے) کیونکہ فرعون چار سو سال تک تحت سلطنت پر بیٹھا دعویٰ خدائی کرتا رہا اسی طرح شداد و نمرود وغیرہ

سالہاسال تک اس باطل دعوے میں غلطاں و پیچاں رہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو باوجود اپنی کمال قدرت کے ہلاک نہیں کیا۔ لہٰذا جب اللہ تعالیٰ کے حق میں دشمن کے دفعیہ میں تاخیر اور ڈھیل کی گنجائش ہے تو بندہ کے حق میں تولامحالہ اس ڈھیل کی گنجائش ہو گی۔

اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ حضرت امیر نے خلفائے ثلثہ سے بیعت کی تو اس کا وقوع بغیر جبر اور تقیہ کے ناقابلِ تسلیم ہے۔

جواب اس اشکال کے حل کے لئے ہمارا یہ کہنا ہے کہ علمائے ماوراء النہر نے خلافت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق ہونے پر دونوں امور ملحوظ رکھے ہیں یعنی حضرت امیر کا حضرت ابو بکر سے دوبارہ خلافت جنگ نہ کرنا اور ساتھ ساتھ ان کی متابعت و بیعت میں حصہ لینا۔ لہٰذا اس میں شک نہیں کہ اس صورت میں کوئی نقص وارد نہیں ہوتا نہ اس میں قباحت ہے کہ حضرت پیغمبر ﷺ نے کفار قریش سے جنگ کرنے میں تاخیر کیوں فرمائی۔ نہ اس میں کوئی خرابی کہ اللہ تعالیٰ نے فرعون شداد و نمرود کو ہلاک کرنے میں تاخیر کیوں فرمائی۔ کیونکہ یہاں دوسری صورت کا سرے سے وجود ہی نہیں بلکہ اس کا نقیض موجود ہے ظاہر ہے حضرت پیغمبر علیہ السلام نے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے کفار کی برائی و مذمت ہی فرمائی اور ان کو بغیر برائی کے کبھی یاد نہیں کیا۔ تو کہاں یہ معاملہ اور کہاں

وہ (یعنی حضرت امیر نے تو صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف فرمائی اور ان سے بیعت کی)۔ پھر حضرت امیر کی بیعت حضرت ابو بکر سے چونکہ بطریق تواتر نقل ہوئی ہے اور اس سے انکار گویا ہدایت کا انکار ہے۔ اس لیے جب شیعہ کو اس سے انکار کا موقع نہ مل سکا تو گھبرا کر اکراہ اور تقیہ کے قول پر آڑ پکڑی اور حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے بطلان کے لیے اس سے بہتر لب کشائی کا کوئی راستہ ان کو نہ سوجھا۔

جب ان (شیعہ) کی خلاصی کا صرف تقیہ کا ایک ہی راستہ رہ گیا تو ہم اسی اکراہ و تقیہ کے احتمال کو باطل کرنے اور خلافت حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حق بتانے کے لیے کہتے ہیں کہ اصحاب کرام وفات آنحضرتؐ کے بعد اور دفن سے پہلے انتخاب امام کے مسئلے میں لگ گئے اور امام کے تقرر کو انھوں نے ختم زمانہ نبوت کے بعد واجب بلکہ اہم الواجبات جانا۔ کیونکہ آنسرورؐ فرما چکے تھے کہ حدود قائم کی جائیں، سرحدات پر حفاظتی امور عمل میں لائیں، جہاد وحفاظت اسلام کے لئے فوجوں کو تیار کیا جائے تو یہ احکام واجب ہوئے۔ اور ان کو سر انجام کرنا بغیر امام کے ممکن نہیں لہٰذا جس چیز کے بغیر واجب کا وجود نہ ہو سکے اور وہ دائرہ قدرت میں بھی ہو تو وہ چیز بھی واجب ہوتی ہے پس انتخاب امام بھی واجب ہوا۔ لہٰذا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "اے لوگوں جو شخص

محمدؐ کی عبادت کیا کرتا تھا تو محمدؐ وفات فرما گئے ہیں اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ زندہ ہے ، نہیں مرے گا ، پس اس خلافت کو کوئی ذمہ دار مہیا ہونا چاہیئے ، اور اب تم اس پر غور کرو اور اپنی اپنی رائے پیش کرو"۔ سب نے کہا آپ صحیح فرماتے ہیں اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے پہلے حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کی بعد میں تمام مہاجر و انصار نے بیعت کے لئے ہاتھ بڑھایا۔

بیعت لینے سے فراغت کے بعد حضرت ابوبک رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور حاضرین پر نظر ڈالی حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان میں نہ پا کر آپ نے ان کو طلب فرمایا۔ جب زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود ہوئے تو فرمایا کہ زبیر کیا تم اجماع مسلمین کو توڑنا چاہتے ہو انھوں نے جواب دیا یا خلیفہ رسول اللہؐ ہر گز نہیں اور پھر خود حضرت صدیق سے بیعت کی۔ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر حاضرین پر نظر ڈالی تو حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہ پایا آپ نے ان کو بھی طلب فرمایا جب حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگئے تو حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا کہ آپ اجماع امت توڑنا چاہتے ہیں انہوں نے بھی یہی جواب دیا کہ اے خلیفہ ء رسولؐ ہر گز نہیں پھر خود بھی بیعت کی۔

اب حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تاخیر بیعت کا عذر ان الفاظ میں ظاہر فرمایا " ہمیں صدمہ صرف یوں ہے کہ ہم مشورہ سے پیچھے رہے ورنہ ہم ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تمام لوگوں زیادہ حق دار خلافت جانتے ہیں کیونکہ وہ آنحضرتؐ کے غار کے بھی ساتھی ہیں اور ہم ان کے شرف و بزرگی کے قائل ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی میں ان کو نماز کے لئے سب لوگوں میں منتخب فرمایا"۔ شافعیؒ نے فرمایا کہ "سب لوگوں نے باتفاق خلافتِ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ منظور کی کیونکہ کہ وہی سب میں فضیلت و مرتبہ والے تھے اور جب روئے زمین پر انھوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر کسی کو بھلا نہیں پایا تو بلا چوں وچرا سب نے ان کے سامنے سر اطاعت خم کر دیا"۔

خلافتِ ابو بکر پر اجماع امت

پھر یہ بھی ہے کہ اجماع امت ابو بکر و علی و عباس رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی ایک پر ہوا تھا ان میں سے جب حضرت علی اور عباس نے حضرت ابو بکر سے جھگڑا نہیں کیا بلکہ خود بھی بیعت کر لی تو گویا اب

اجماع امت امامت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر خود بخود قائم ہو گیا۔ ظاہر ہے کہ اگر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حقدار امامت نہ ہوتے تو علی و عباس رضوان اللہ علیہم اجمعین ان سے نزاع کرتے جیسے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نزاع کیا اگرچہ اس وقت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شان و شوکت کے مالک تھے مگر بایں ہمہ آپ نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنا حق طلب فرمایا حتیٰ کہ بڑی خونریزی تک نوبت آئی حالانکہ اس وقت حق طلب کرنا زیادہ دشوار تھا بہ نسبت پہلے موقع کے (یعنی ابتداء خلافت میں) کیونکہ اس وقت نبیؐ سے زمانہ قریب تر تھا اور آپ ﷺ کے احکام کے نفاذ کی طرف لوگوں کو رغبت بھی بیشتر تھی۔

اور یہ بات بھی فراموش کرنے کے قابل نہیں کہ حضرت عباس نے حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کی لیکن حضرت امیر نے اس کو قبول نہیں فرمایا اگر حضرت علی حضرت عباس کی رائے کو حق جانتے تو ان کی فرمائش کو کبھی نہ ٹالتے ور حال یہ تھا کہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے شجاع کامل آپ کے ساتھ تھے اور بنی ہاشم اور ایک جماعت کثیر ان کے ساتھ متفق تھی ۔ اور خلافت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حقیقت کے ثبوت کے لئے اجماع ہی کافی ہےاس معاملہ میں نص وارد نہیں جیسا کہ

جمہور علماء کا قول ہے بلکہ اجماع نصوص غیر متواترہ سے زیادہ قوی ہے کیونکہ اجماع کی دلالت قطعی ہے اور نصوص کی دلالت ظنی۔

پھر ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ حقیقت خلافت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر نصوص بھی وارد ہیں جیسا کہ اہل تحقیق محدثین و مفسرین کا مسلک ہے۔ پس جمہور علماء اہل سنت کے قول کا مطلب ان بعض محققین کے نزدیک یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی کے لیے نص نہیں فرمائی یعنی اس کا حکم کسی کو نہیں دیا پس ان مذکورہ دلائل سے حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا حق پر ہونا ثابت ہو گیا اور اکراہ اور تقیہ کا احتمال باطل ہو گیا۔ پھر تقیہ کا احتمال تو اس وقت نکل سکتا ہے کہ اہل زمانہ حق کے پیرو نہ ہوں اور خیر القرون قرنی کی سعادت سے مشرف نہ ہوں۔ (لیکن یہاں معاملہ اس کے خلاف ہے) چنانچہ ابن اصلاح اور متذری نے کہا کہ "صحابہ سب کے سب عادل و ثقہ ہیں " ابن حزم نے کہا کہ "صحابہ کُل قطعی جنتی ہیں" اللہ تعالیٰ نے فرمایا "فتح مکہ سے پہلے جن صحابہ نے دین کی نصرت میں اپنا مال خرچ کیا اور جہاد کیا ان کا درجہ ان لوگوں سے بڑا ہے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد خرچ کیا اور جہاد کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے سب سے حسنی کا وعدہ فرمایا ہے"اب اس سے خطاب اگر انہی صحابہ کو ہے تو ان کے لیے حسنی (جنت) کا ثبوت ملا۔ پھر یہاں یہ وہم پیدا نہ ہو کر خرچ و جہاد کی قید

اس فرمان سے ان صحابہ کو نکالتی ہے جن سے یہ دونوں امر صادر نہیں ہوئے کیونکہ یہ قیدیں بطور غالب احوال کے لگی ہیں لہٰذا ان کے لیے مفہوم مخالف نہیں علاوہ اس کے انفاق و قتال سے مراد بالارادہ و بالقوہ انفاق و قتال بھی ہو سکتا ہے۔

علاوہ ازیں یہ نہیں سوچتے کہ اکراہ و تقیہ کا احتمال تو حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات اقدس میں نقص پیدا کرتا ہے کیونکہ اکراہ کی صورت میں ترک افضلیت ہے اور تقیہ کی شکل میں حق پوشی ہے اور یہ دونوں ممنوع ہیں جب عام مومن حتی الامکان بہتر چیز کے چھوڑنے پر راضی نہیں ہوتے اور ممنوع بات کا ارتکاب نہیں کرتے تو کس طرح شیر خدا رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی کے شوہر، شجاعت و بہادری میں بے نظیر ایسے نا شائستہ امور کے مرتکب ہوں۔ اور یہ شیعہ انتہائی جہالت و گمراہی کے باعث نقص آنحضرت (حضرت علی)رضی اللہ عنہ کو تعریف گمان کرتے ہیں اور آپ کی کمزوری کو آپ کا کمال جانتے ہیں۔ افمن زین لہ سوء عملہ فراٰہ حسنہ۔ کیا جس کو بُرے اعمال اچھے کر کے دکھائے جائیں اور وہ ان کو واقعی اچھا سمجھنے لگتا ہے۔

قتال واخذ اموالِ روافض کا فتویٰ

فتویٰ علمائے ماورالنہر علمائے ماوراء النہر فرمایا کہ جب شیعہ حضرات شیخین ذی النورین اور ازواج مطہرات کو گالی دیتے ہیں اور ان پر لعنت بھیجتے ہیں تو بروئے شرع کافر ہوئے لہٰذا بادشاہ اسلام اور نیز عام لوگوں پر بحکم خداوندی اور اعلاء کلمہ الحق کی خاطر واجب و لازم ہے کہ ان کو قتل کریں ان کا قلع قمع کریں ان کے مکانات کو برباد و ویران کریں ان کے مال ومتاع چھین لیں یہ سب مسلمانوں کے لئے جائزوروا ہے۔

روافض کا جواب شیعہ نے اس کے جواب میں بطریق منع کہا کہ شارع عقائد نسفی نے اس امر پر کہ شیخین کو گالی دینا کفر ہے اشکال پیش کیا ہے۔ صاحب جامع اصول نے شیعہ کو اسلامی فرقوں میں شمار کیا ہے اور صاحب مواقف نے بھی یہی لکھا ہے امام محمد غزالیؒ کے نزدیک شیخین کو گالی دینا کفر نہیں اور شیخ اشعری شیعوں کو بلکہ تمام اہل قبلہ کو کافر نہیں جانتے۔ لہٰذا یہ حضرات جو شیعوں کو کافر کہتے ہیں نہ تو مومنین کے ساتھ ان کا خیال ملتا ہے نہ قرآن و حدیث کی رو سے یہ اپنے خیال میں حق بجانب ہیں۔

جواب ہم اس ممنوع مقدمہ کو یوں ثابت کرتے ہیں کہ سب شیخین کفر ہے اور احادیث صحیحہ اس پر دال ہیں۔

ان میں سے ایک وہ حدیث ہے جس کو محاملی ، طبرانی اور حاکم نے عویم بن ساعدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آنجنابؐ نے فرمایا۔ "اللہ تعالیٰ نے مجھ کو پسند فرمایا اور میرے اصحاب کو میرے لئے ۔بعض کو ان میں سے وزیر بنایا۔ بعض کو مدد گار اور بعض کو رشتہ دار ۔اب جو ان کو گالی دے گا اس پر اللہ فرشتوں اور سب کی لعنت ہو گی اور اللہ تعالیٰ نہ اس کی توبہ اور فدیہ قبول فرمائے گا نہ فرض و نوافل اس کے قبولیت کو پہنچیں گے"۔

اسی طرح دار قطنی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ "میرے بعد ایسی قوم آئے گی جن کو رافضی کہیں گے اگر تم ان کو پاؤ تو ان کو قتل کرو۔ کیونکہ وہ مشرک ہوں گے (علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ان کی نشانی اور پہچان کیا ہے آنجنابؐ نے فرمایا آپ کی شان میں ایسی صفات بیان کر کے بڑھائیں گے جو آپ میں نہیں ہوں گی۔ نیز سلف پر طعن کریں گے"۔ اور اسی حدیث کی روایت دوسرے طریق سے بھی کی ہے اور ایک

روایت میں اس طرح زیادتی بھی ہے کہ "ان کی نشانی یہ ہو گی کہ وہ ابو بکر اور عمر کو گالی دیں گے اور جو میرے اصحاب کو گالی دے اس پر اللہ فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے "۔اور اسی طرح بہت سی احادیث نقل ہیں جو اس رسالہ میں سما نہیں سکتیں۔

نیز شیخین کو گالی دینا ان کے ساتھ بغض رکھنے کا موجب ہے اور ان کے ساتھ بغض رکھنا کفر ہے دلیل یہ حدیث ہے "جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا جس نے ان کو اذیت پہنچائی اس نے مجھ کو اذیت دی اور جس نے مجھ کو اذیت دی اس نے خدا کو اذیت پہنچائی"۔

ابن عساکر رسول اللہ ﷺ سے یوں روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ "ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ محبت ایمان ہے اور ان کے ساتھ بغض رکھنا کفر ہے"،

عبداللہ بن احمد حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا "میں اپنی امت کے واسطے ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ محبت رکھنے میں اسی ثواب کی امید رکھتا ہوں جو امید مجھے ان کے لا الہ الا اللہ کہنے میں ہے"۔

اب ان کے ساتھ بغض رکھنے کو ان کی محبت پر قیاس کرنا چاہئے کیونکہ وہ دونوں ایک دوسرے کے نقیض ہیں نیز مومن کو کافر ٹھہرانا کفر کا سبب ہے۔ چنانچہ صحیح حدیث میں ہے کہ "جس نے کسی پر کفر کی تہمت لگائی اور کہا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے حالانکہ وہ ایسا نہیں ہے اگر وہ ایسا ہے تو خیر ورنہ یہ تہمت اسی پر لوٹتی ہے"۔

اور ہم یقین سے جانتے ہیں کہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مومن ہیں اور خدا کے دشمن نہیں اور ان کو جنت کی خوش خبری دی گئی ہے لہٰذا ان کو کافر کہنے سے کفر کہنے والے کی طرف لوٹے گا۔ یہ حدیث گو خبر واحد ہے لیکن ان کی تکفیر کا حکم اس سے معلوم ہوتا ہے اگرچہ اس کا منکر کافر نہیں ہوتا۔ اجل شیوخ اسلام امام عصر ابوزرعہ رازی کہتے ہیں کہ "جب تم کسی کو آنحضرتؐ کے کسی صحابی کی تنقیص کرتے دیکھو تو جان لو کہ وہ زندیق ہے اور یہ اس لئے کہ قرآن حق ہے، رسول حق ہیں اور جو آپ لائے ہیں وہ حق ہے اور یہ سب کچھ ہمیں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی پہنچا ہے اب ان پر جو جرح کرتا ہے تو وہ گویا کتاب اور سنت کو رد کرتا ہے لہٰذا جرح اسی پر زیادہ موزوں ہے اور اس پر زندیق گمراہ جھوٹا اور معاند ہونے کا حکم لگایا جائے گا"۔

فرمایا سہیل بن عبداللہ تستری نے جن کا علم زہد معرفت اور جلالت شان محتاج تعارف نہیں کہ "جس کو اصحاب رسول کے ساتھ خوش عقیدگی نہ ہووہ گویارسول اللہؐ پر ایمان نہیں لایا"۔

عبد اللہ بن مبارک سے پوچھا گیا (اور آپ کی ذات بھی علم و جلالت شان میں محتاج بیان نہیں) کہ معاویہ رضی اللہ عنہ افضل ہین یا عمر بن عبدا لعزیز آپ نے کہا کہ وہ غبار جو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھوڑے کے ناک میں داخل ہوا جبکہ وہ آنجنابؐ کے ہمرکاب تھے بہتر ہے عمر بن عبد العزیز سے ۔گویا آپ نے اس سے اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا کہ نبی ﷺ کے ساتھ صحبت اور آپ کی رویت کا کوئی چیز مقابلہ نہیں کر سکتی۔ پھر یہ ذکر ان کا ہے جو اکابر صحابہ نہیں ہیں اور آپ کو صرف دیکھنے کا شرف ان کو نصیب ہے۔ پھر ذرا خیال تو کیجئے کہ جنہوں نے آپ کو دیکھنے کے باوجود آپ کی ہمراہی میں جہاد کیا ہو یا آپ کے زمانہ میں آپ کے حکم سے جہاد میں شرکت کی ہو یا آپ کے بعد آنے والوں تک شریعت کی کوئی بات پہنچائی ہو یا صرف بنی ﷺ کی خاطر اپنا کچھ مال خرچ کیا ہو تو ایسے بزرگوں کی فضلیت تک ذہن کی رسائی ممکن نہیں اور اس میں شک نہیں کہ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اکابر صحابہ میں سے ہیں بلکہ افضل صحابہ ۔ پس

ان کو کافر ٹھہرانا بلکہ ان کی تنقیص کرنا کفر و زندقہ اور گمراہی کا باعث ہے۔

نماز کے مسئلہ محیط میں حضرت امام محمد فرماتے ہیں کہ " رافضیوں کے پیچھے نماز جائز نہیں کیونکہ وہ خلافت حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منکر ہیں۔ حالانکہ صحابہ کا آپ کی خلافت پر اتفاق ہے"۔ خلاصہ میں ہے جو حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت سے انکار کرے وہ کافر ہے اور ہر صاحب خواہش اور صاحب بدعت کے پیچھے نماز مکروہ ہے اور رافضیوں کے پیچھے بھی نماز جائز نہیں۔ پھر صاحب خلاصہ کہتے ہیں کہ "ہر وہ خواہش جو کفر کی حد تک پہنچا دے اس خواہش والے کے پیچھے نماز جائز نہیں اگر کفر کی حد تک نہ پہنچائے تو نماز جائز ہے لیکن مکروہ"۔ اور اصح قول پر یہی حکم اس شخص کا ہے جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا انکار کرتا ہے لہٰذا جب ان کی خلافت سے انکار کفر ٹھہرا تو اس کا کیا حال ہو گا جو ان کو گالی دے گا یا ان پر لعنت بھیجے۔ اس تقریر سے صاف ظاہر ہوا کہ شیعہ کو کافر ٹھہرانا احادیث صحاح کے مطابق اور طریق سلف کے موافق ہے اب بعض اہل سنت سے عدم تکفیر شیعہ کا جو خیال نقل ہے اگر اس کو صحیح مان کر عدم تکفیر پر اس کی دلالت کو مان لیا جائے تو اس کو کسی توجیہہ و

تاویل پر محمول کریں گے تا کہ وہ احادیث اور مذہب جمہور علماء کے مطابق ہو۔

حضرت عائشہ پر روافض کا اعتراض

روافض کا موقف شیعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کے سب ولعن سے انکار کر کے مخالفت نص قرآنی کی بناء پر آپ پر طعن و تشنیع ثابت کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ جس خبث و فحش کلامی کا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں شیعہ پر الزام لگایا جاتا ہے خدا کی پناہ (ہم اس سے بری ہیں) ہاں البتہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم خداوندی وقرن فــــی بیـــــوتکن۔(اور رہو اپنے گھروں میں) کی مخالفت کی اور بصرہ میں آکر حضرت امیر کے خلاف صف آراء ہوئیں جب کہ بمطابق حدیث تمہارے ساتھ لڑائی میرے ساتھ لڑائی ہے تو گویا حضرت امیر سے جنگ کرنا خود حضرت پیغمبر علیہ السلام سے جنگ کرنا ہے۔ اور آنجناب ﷺ سے جنگ کرنے والا یقیناً مقبول نہیں لہٰذا اس بناء پر عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ طعن و تشنیع کا نشانہ بنیں۔

جواب اور پوشیدہ نہ رہے کہ گھروں میں رہنے کا حکم اور ان سے نکلنے کی ممانعت مطلق مراد نہیں کہ تمام حالات اور زمانوں کو شامل کیا ہو کیونکہ بعض ازواج آنحضرتؐ کا خود آنجناب ﷺ کے ساتھ بعض سفروں میں جانا اس پر دلالت کرتا ہے ۔ لہٰذا گھروں میں رہنے کی خاص خاص اوقات و احوال سے تخصیص ہو گئی اور عام مخصوص البعض کے زمرہ میں آگیا اور عام مخصوص البعض کا مفہوم ظنی ہوتا ہے مجتہد کے لئے اختیار رہتا ہے کہ وہ دوسرے افراد کو علتہ مشترکہ کے ذریعہ اس سے خارج کرے اور بلاشبہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عاملہ مجتہدہ تھیں۔ چنانچہ ترمذیؒ ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت لاتے ہیں کہ "انھوں (ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کہا ہم اصحاب رسول اللہ ﷺ کو کسی حدیث کے بارے میں کوئی اشکال ہو اور ہم نے اس کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے پیش کیا تو ہم نے اس کے متعلق ان کے پاس پورا پورا علم پایا " اور اسی طرح ترمذی موسیٰ ابن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت لاتے ہیں کہ " انھوں نے کہا کہ میں نے کسی کو حضرت عائشہ سے زیادہ فصیح نہ پایا " پس ہو سکتا ہے کہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعض اوقات یا بعض حالات کچھ منافع و مصالح کی بناء پر اپنے نکلنے کو اس حکم سے مخصوص کر لیا ہو اور اس میں کوئی قباحت نہیں اور

اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ علاوہ اس کے ہم کہتے ہیں کہ آیت سے بظاہر بلا ستر و حجاب نکلنے سے ممانعت کا پتہ چلتا ہے۔ چنانچہ بعد کا کلام ولاتبــــرجن تبــــرج الجاحلیــــۃ الاولی۔ اس پر صاف دال ہے لیکن اگر ستر حجاب کی پوری رعایت سے نکلنا ہو تو وہ نہی سے خارج ہے۔

ظاہر ہے حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکلنا اصلاح کے لیے تھا نہ کہ لڑائی کے لیے۔ محققین کی یہی تحقیق ہے اور اگر لڑائی کے لیے بھی ہوتا جیسا کہ مشہور ہے تو اس میں بھی مضائقہ نہیں کیونکہ وہ اجتہاد کی بنا پر تھا نہ خواہش نفسانی کے باعث ۔ چنانچہ شارح مواقف آمدی سے نقل کرتے ہیں کہ جنگ جمل و صفین کے واقعات اجتہاد پر مبنی تھے اور مجتہد گو اپنے اجتہاد میں غلطی پر ہو اس پر گرفت نہیں ، قاضی بیضاوی تفسیر آیت لــولا کتــاب مــن اللہ سـبق لکـم۔ کے ذیل میں کہتے ہیں کہ اگر لوح محفوظ میں یہ حکم پہلے لکھا ہوا نہ ہوتا تو تم سب کو عذاب آن پکڑتا اور وہ لکھا ہوا یہ ہے کہ مجتہد کو اس کی اجتہادی غلطی پر سزا نہ دی جائے گی بلکہ ہم کہتے ہیں کہ مجتہد کی غلطی خدا کے نزدیک ہدایت ہے۔ جیسا کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے سنا کہ میں نے اپنے بعد صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اختلاف کے بارے میں سوال کیا تو جواب میں وحی آئی "اے محمدؐ تمہارے

اصحاب میرے نزدیک آسمانی ستاروں کی مانند ہیں بعض بعض سے قوی تر ہیں اگرچہ سب کے سب پُر نور ہیں پس جس نے ان کے پاس سے کچھ لیا تو وہ ہدایت پر ہے " پھر کہا "میرے اصحاب مثل ستاروں کے ہیں تم جس کی پیروی کروگے ہدایت پاؤ گے "۔ رہی حدیث "حربك حربی "تو ہو سکتا ہے یہ حدیث حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نزدیک پایہ ثبوت تک نہ پہنچی ہو یا کہ کسی خاص لڑائی کے ساتھ مخصوص ہو کیونکہ ہو سکتا ہے (حربک) میں اضافت عہد کے لئے ہو ۔ (یعنی فلاں لڑائی جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کرے گا۔ وہ میرے ساتھ لڑائی کرے گا۔ اعتراض شیعہ بر کتب اہل سنت)

روافض کا موقف

نیز اپنی کتابوں کو رواج دینے اور کتب اہل سنت کو کمزرو بنانے کے لئے شیعہ نے بیان کیا ہے کہ اہل تشیع تو یہ کہتے ہیں کہ " جس وقت ابن ام مکتوم خدمت آنحضرتؐ میں تھے آپ کی اہل حرم میں سے کسی کا گذر ہوا آنجنابؐ نے اس پر اعتراض فرمایا انھوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ شخص تو اندھا ہے۔ آنجنابؐ نے فرمایا کہ تم تو اندھی نہیں ہو"۔ اور (اب ذرا دیکھو) اہل سنت اپنی کتابوں میں بیان کرتے ہیں کہ پیغمبرؐ نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے شانہ مبارک پر اٹھایا تاکہ وہ اس جماعت کا تماشا دیکھیں جو گلی میں ساز نوازی کر رہی تھی

پھر کچھ دیر بعد فرمایا۔ اے حمیرا (لقب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کیا تم تماشے سے سیر ہوئیں۔ اس فعل کی نسبت رذیل ترین انسان کی طرف بھی بھی نہیں کرسکتے۔

جواب پوشیدہ نہ رہے کہ ہو سکتا ہے یہ واقعہ آیت کے نزول سے پہلے کا ہو اور ابن ام مکتوم سے پردہ کرنے کرنے کا حکم بعد کا۔ اسی طرح ہوسکتا ہے کہ وہ کھیل جائز ہو اور ممنوع نہ ہو ۔ چنانچہ صحیح احادیث سے اس کی تائید بھی ملتی ہے جو عنقریب زیر تحریر آئیں گی۔ کہ آنحضرتؐ کی مسجد میں نیزہ بازی ہوا کرتی تھی اور اس کی حیثیت تیر انداز کی سی ہے کیونکہ دونوں کرتب جہاد کے آئے ہیں۔ اور تیز اندازی لامحالہ مشروع ہے پس ضرور نیزہ بازی بھی اسی میں شمار میں آئے گی۔ پھر مسجد میں اس کھیل کا کھیلا جانا اس امر کی صاف دلیل ہے کہ کھیل جائز و مشروع تھا۔ اگر ہم تسلیم بھی کرلیں کہ یہ واقعہ بعد نزول آیت حجاب کاہے کہ ہم کو یہ کہنے کا حق ہے کہ اس وقت حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کم سن تھیں۔ مکلفہ نہ تھیں (کہ پردہ کی ذمہ داری ان پر آتی) جیسا کہ بخاری و مسلم کی اس روایت سے ظاہر ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ فرماتی ہیں "البتہ نبی ﷺ میرے حجرہ کے دروازہ پر کھڑے ہو جاتے اور حبشی لوگ مسجد میں پٹہ کھیلتے ہوتے آنجنابؐ مجھ کو اپنی

چادر کی آڑ میں لے لیتے تاکہ حبشیوں کا کھیل آپ کے شانے اور کان کے درمیان سے دیکھوں پھر میں کہتی ہوں کہ آپ میری ہی وجہ سے کھڑے رہتے حتٰی کہ میں ہی واپس لوٹتی"۔ لٰہذا اس سے اندازہ کیجئے ایک کم سن کھیل کی حریص لڑکی کے شوق کا۔

مشاجراتِ صحابہ

جان لیجئے کہ صحابہ کرام کے معالات میں دخل دینا اور ان کے اختلافات میں فیصلہ کرنا حد درجہ کی بے ادبی اور انتہائی بد نصیبی ہے۔ اس میں سلامتی کا پہلو یہ ہے کہ ان بزرگوں کے درمیان جو ختلافات اور جھگڑے رونما ہوئے ہیں ان سب کو حق سبحانہ کے علم کے سپرد کریں اور ان سب کو نیکی سے یاد کریں اور اور ان کے ساتھ محبت کو حضرت پیغمبر علیہ السلام کے ساتھ محبت جانیں جیسا کہ صحیح حدیث میں وارد ہے " جس نے ان کے ساتھ محبت کی اس نے میرے ساتھ محبت ہونے کی وجہ سے ان سے محبت کی۔"

شافعیؒ نے فرمایا اور یہ دراصل عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ" ان صحابہ کے وہ خون ہیں جن سے اللہ نے ہمارے ہاتھوں کو پاک رکھا، پس چاہیئے کہ ہم ان سے اپنی زبان کو پاک رکھیں"۔ لیکن چونکہ شیعہ صحابہ کو برائی سے یاد کرتے ہیں ان سب پر سب و لعن کرنے کی جرات کرتے ہیں۔ اس لئے علمائے اسلام پر واجب و لازم ہے کہ ان کی پر زور تردید کریں اور ان کے مفاسد کو طشت از بام کریں۔ چنانچہ اس حقیر کی چند باتیں جو تحریر آئی ہیں وہ اسی زمرہ کی ہیں جیسا کہ اوپر ذکر ہوا۔

اے رب ہمارے نہ پکڑ ہم کو اگر بھول جائیں ہم یا چوک جائیں اور اے ہمارے پروردگار نہ رکھ ہم پر بوجھ جیسا کہ رکھا تو نے ان پر جو ہم سے پہلے تھے اور اے ہمارے رب نہ اٹھوا ہم سے وہ چیز کہ نہ ہو طاقت ہم میں اس کی اور معاف کر ہم کو اور بخشش کر ہماری اور رحم فرما ہم پر تو ہے ہمارا آقا پس مدد فرما ہماری قوم کافرین پر۔

یہ ہے جو کچھ مجھ کو ان شیعوں کے رد میں میسر آسکا اور ان کی برائی کے اظہار میں مہیا ہو سکا، اللہ کی توفیق اور اس کی مدد و معاونت کے طفیل ۔ اب ہم اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمارے دلوں کو اپنے دین پر قائم و ثابت رکھے اور اپنے حبیب ﷺ کی متابعت کی توفیق عنایت فرمائے۔

اور اب اس رسالہ کو ہم اچھے خاتمہ سے ختم کرتے ہیں اور اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب و محاسن مدائح و فضائل بھی اس کے ساتھ ضم کرتے ہیں۔

مناقبِ اہل بیت

فرمایا اللہ سبحانہ نے" اے اہل بیت تم کو اللہ تعالیٰ نجاست سے پاک کرنا چاہتا ہے اور تم کو پاک کرے گا"۔ اکثر مفسرین کا خیال ہے کہ یہ آیت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے کیونکہ اس میں ضمیر " عنکم " کی مذکر ہے اور جو بعد کی ضمیریں ہیں وہ بھی مذکر ہیں۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ ازواج مطہرات کے حق میں اتری ہے کیونکہ قرآن شریف میں ہے۔واذکرن مایتلی فی بیوتکن۔یعنی ان آیتوں کو یاد کرو جو تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں۔ یہ تفسیر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہے بعض کا کہنا ہے کہ اس سے مراد صرف نبی ﷺ ہیں۔

امام احمد نے ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ "یہ آیت پانچ بزرگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ یعنی نبی ﷺ ،علی،فاطمہ،حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما"۔

ثعلبی کہتے ہیں کہ آیت میں اہل سے مراد تمام بنی ہاشم ہیں۔ جس سے مراد گناہ اور ارکان ایمان میں شک کرنا ہے اور اس روایت کے بعض طریقوں میں لیـــذھب عـــنکم الـــرجس سے مراد اہل بیت پر آگ کو حرام کرنا ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ" جب آیت مباھلہ نـــدع ابناءنـــا و ابنـــاءکم نازل ہوئی تو رسول ﷺ نے حضرت علی، فاطمہ اور حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بلایا اور فرمایا اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں"۔

حضرت مسورہ بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہین جس نے ان کو غصے کیا اس نے مجھ کو غصے کیا" اور ایک روایت میں یوں ہے کہ" جو چیز ان کو بے چین کرتی ہے وہ مجھ کو بے چین بیقرار کرتی ہے اور جو ان کو اذیت پہنچائی ہے وہ مجھ کو اذیت پہنچائی ہے"۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ "میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دن کے وقت ایک حصہ میں باہر نکلا جب آپؐ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر پہنچے تو فرمایا کیا یہاں لڑکا ہے کیا یہاں بچہ ہے یعنی حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھوڑی ہی دیر گزری ہو گی کہ حسن دوڑتے ہوئے آئے اور آپ کے گلے سے لپٹ گئے اور آپ بھی ان سے لپٹ گئے پھر آپ نے فرمایا اے اللہ میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر اور اس شخص سے بھی تو محبت کر جو اس سے محبت کرے"۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ رسول اللہ ﷺ سے مشابہہ کوئی نہیں تھا۔ اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت بھی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ وہ بھی رسول اللہ ﷺ سے بہت مشابہہ تھے۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے "میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم ان کو مضبوط پکڑے رہے تو میرے بعد گمراہ نہ ہو گے ۔ ان میں سے ایک چیز دوسری سے بڑی ہے ایک اللہ کی کتاب ہے جو آسمان سے زمین تک ایک لٹکی ہوئی رسی ہے اور دوسری میری اولاد اور اہل بیت ہیں اور یہ

دونوں ایکدوسرے سے جدا نہیں ہوں گی یہاں تک کہ حوض کوثر پر آئیں گی پس تم دیکھو میرے بعد تم ان کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو"۔

انھیں زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنجنابؐ نے فرمایا کہ "جو علی، فاطمہ، حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے لڑے میں اس سے لڑنے والا ہوں اور جو شخص ان سے مصالحت رکھے میں اس سے مصالحت رکھنے والا ہوں"۔

حضرت جمیع بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ "میں اپنی پھوپھی کے ہمراہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا پس میں نے پوچھا رسول اللہ ﷺ کو سب میں کون زیادہ عزیز ہے انھوں نے کہا کہ فاطمہ پھر میں نے پوچھا اچھا مردوں میں کون سب سے زیادہ محبوب ہے فرمایا ان کے شوہر"۔

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنجنابؐ نے فرمایا "حسن و حسین دنیا کے دو پھول ہیں"۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ "حسن رسول اللہ ﷺ سے سینہ سے سر تک سب سے زیادہ مشابہت رکھتے ہیں اور حسین جسم کے زیریں میں آنجنابؐ سے سب سے زیادہ مشابہہ ہیں"۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے کہا کہ اے بچے تو بڑی اچھی سواری پر سوار ہے نبی ﷺ نے فرمایا وہ سوار بھی تو بہت اچھا ہے"۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ" لوگ ہدیے بھیجنے کے لئے ان دن کے انتظار میں رہتے جب کہ آپؐ میرے ہاں ہوتے اور اس سے محض آنجنابؐ کی خوشنودی مقصود ہوتی فرماتی ہیں کہ ازواج مطہرات کے دو گروہ تھے ایک گروہ میں عائشہ ، حفصہ ، صفیہ اور سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ، اور دوسرے گروہ میں ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہااور سب بیویاں تھیں پس ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گروہ نے ان سے کہا کہ آپ رسول اللہ ﷺ سے کہیں کہ آنجنابؐ لوگوں سے فرما دیں کہ جو شخص بھی خدمت میں ہدیہ پیش کرنا چاہے وہ پیش کر دے خواہ آپؐ کسی بھی بیوی کے ہاں تشریف رکھتے ہوں (کیونکہ زیادہ ہدیہ اسی دن آتے جب آپؐ کا قیام عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں ہوتا)، آپؐ نے جواب دیا کہ مجھ کو عائشہ کے بارے میں مت ستاؤ اس لئے کہ وحی میرے پاس کسی عورت کے لحاف میں نہیں آتی سوائے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس پر حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بولیں یا رسول اللہ ﷺ میں اللہ سے

توبہ کرتی ہوں کہ میں آپ کو تکلیف پہنچاؤں پھر ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گروہ نے مطلب براری میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو واسطہ ڈال کر ان کو آنجنابؐ کے پاس بھیجا انھوں نے اس بارے میں بات چیت کی آنجنابؐ نے فرمایا اے بیٹی کیا تم اس سے محبت نہیں رکھتیں جس سے میں محبت رکھتا ہوں۔ انھوں نے کہا بے شک آپؐ نے فرمایا پس تو تم عائشہ سے محبت رکھو"۔

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ" مجھ کو رسول اللہ ﷺ کی بیویوں سے کسی بھی بیوی پر اس قدر رشک نہیں ہوتا تھا جس قدر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوتا تھا حالانکہ میں نے ان کو دیکھا بھی نہیں تھا۔ لیکن نبی ﷺ ان کو اکثر و بیشتر یاد فرمایا کرتے تھے۔ اور جب آپ کوئی بکری ذبح کرتے تو اس کے گوشت کے ٹکڑے کر کے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سہیلیوں کو بھیجتے اور بہت دفعہ میں کہہ دیا کرتی کہ آپ کے نزدیک سوائے خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دنیا میں کوئی عورت ہی نہیں اس کے جواب میں آپؐ فرماتے خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایسی تھیں ایسی تھیں اور ان کے بطن سے میری اولاد ہے"۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے "عباس مجھ سے ہیں اور میں اُن سے ہوں"۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے " تم خدا سے اس لیے محبت کرو کہ وہ غذا اور اپنی نعمتیں عطا کرتا ہے اور مجھ سے اس لیے محبت کرو کہ تم خدا سے محبت رکھتے ہو اور میرے اہل بیت کو میری محبت کی وجہ سے محبوب رکھو"۔

ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کعبہ کے دروازہ کو پکڑے ہوئے کہتے ہیں کہ" میں نے نبی ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میرے اہل بیت تمہارے لئے نوحؑ کی کشتی کی مانند ہیں جو شخص اس کشتی میں سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جو کشتی میں سوار ہونے سے پیچھے رہ گیا وہ ہلاکت کا لقمہ ہوا"۔

بس رسالہ اسی پر ختم ہوتا ہے۔

اے میرے معبود بنی فاطمہ کے طفیل ایمان پر میرا خاتمہ کر۔اگر میری دعا قبولیت کو نہ پہنچی تو آل رسول کا دامن تھام لوں گا۔

سب تعریف اللہ کے لیے ہے اور سلام اس کے برگزیدہ بندوں پر۔
اے میرے رب نبیؐ عربی اور اہل بیت کے صدقہ میں میری اور میرے والدین کی بخشش فرما۔ اور سردار مدینہ ﷺ اور ان کے اہل بیت کے طفیل میرے والدین ، تمام احباب اور مجھے احسان سے نواز۔ اب خاتمہ پر ساری تعریف اللہ کے لئے اور صلوٰۃ و سلام اس کے حبیب محمد نبی امی ﷺ پر جو قیامت تک کے لوگوں کے سردار و آقا ہیں۔

فارسی مخطوطہ رَدِّرَوافض

از

مجَدِّد اَلفِ ثَانی امَامِ رَبانی حَضرت شیخ احمد سرہندی قُدِّسَ سِرّہٗ

باہتمام شیر محمد خان بن غلام محمد خان

مالک مطبع احمدی دہلی انڈیا

5رجب المرجب1294ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

رسالہ ردِّ روافض

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ

☆☆

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیه مبارکا علیه کما یحب ربنا ویرضی والصلوة والسلام علی سیدنا محمد اکرم البشر المبعوث
الی الاسود والاحمر کما یناسب علو شانه ویحری وعلی الخلفاء الراشدین المهدیین وذریته واهل بیته الطیبین الطاهرین وسائر الصحابة المرضیین
کما یلیق بجزالتهم العظمی ودرجاتهم العلیا اما بعد میگوید بنده که محتاج است برحمت خداوندی مستعصم علی اهل سنة وجماعة احمد بن
عبد الاحد العمری الفاروقی تاب الله علیه که چون درین ایام رساله که شیعه در وقت محاربه و شهید علمای ماوراء النهر نوشته بودند در جواب
رساله که ایشان در باب تکفیر شیعه و اباحت قتل و اموال ایشان مسلمانان نوشته بودند بنظر این فقیر قلیل البضاعة رسید که حاصلش بعد طی مقدمات
طلبه فریب تکفیر خلفای ثلثه است و ذم و تشنیع حضرت عائشه صدیقه رضی الله تعالی عنها و غیرهم کار طلبه شیعه که مترددان و نجار
بودند بآن مقدمات افتخار و مباهات می نمودند و در مجالس امرا و سلاطین آن مغالطات انتشار میدادند این
فقیر هر چند در مجالس مذکور مشافهه بمقدمات معقوله و منقوله در رد آنها سعی کرده و بر غلطهای صریحه ایشان اطلاع میدادم از
حمیت اسلام و بموجب حدیث نبوی علی مصدره الصلوة والسلام که فرموده اذا ظهرت الفتن او البدع وسبت اصحابی فلیظهر العالم
علمه ومن لم یفعل ذلک فعلیه لعنة الله والملائکة والناس اجمعین لا یقبل الله منه صرفا ولا عدلا این قدر رد و الزام کفایت نکرد و
سوز درون سینه بی کینه تشفی نیافت و بخاطر فاتر قرار یافت که اظهار مقاصد ایشان نمایم زمانی که در قبایح کتابت نموده اند
در حیز تحریر فائده تمام و نفع عام بخشد شروع نمود مستعینا بالله سبحانه و من الله سبحانه المعین
وبه التوفیق ومن عنده التحقیق اعلموا احسن الله ارشادکم که شیعه امام حق بعد حضرت پیغمبر صلی الله تعالی علیه وعلی آله وسلم حضرت
علی را میدانند که امامت از وی و از اولاد او بیرون نمیرود وان خرجت فاما بظلم یکون من غیرهم او بتقیة منه او من
اولاده و ایشان با کثرة طرق و تعدد اصناف بیست و دو فرقه اند و بعضی از ایشان تکفیر بعض دیگر می کنند و طعن
قبایح و شنایع ایشان همه را می نماید. وکفی الله المؤمنین القتال بتقاتلهم و ما نحن بسبیله از شروع در مقصود چند کرده ایشان که بیان
آنیم در حقیقت مقاصد آنها اطلاع دهیم تا حقیقت مذهب ایشان بر وجه اتم معلوم شود و حق از باطل ممتاز گردد و
الیوم که رئیس و اقدم ایشان عبد الله بن سبا حضرت امیر را اسد الله الغالب این اختراع کرده بود و هم او گفته که

و بالجمله علی را اله گفته بلکه شیطان را که بصورة او متمثل شده بود کشته است و علی در سحاب است رعد آواز او است و
برق تازیانه اوست و تابعان عبد الله در سماع آواز رعد میگویند که علیک السلام یا امیر المومنین و طائفه کاملیه از بیان
که اصحاب ابو کامل اند تکفیر اصحاب پیغمبر صلی الله تعالی علیه و سلم می کنند بترک بیعت علی و تکفیر علی می کنند بترک طلب حق
خود و بتناسخ قائلند و طائفه بیانیه که اصحاب بیان بن سمعان اند میگویند که خدا بصورت انسان است و او تمام هلاک
نشود مگر وجهش و روح خدا در علی حلول کرد بعد از ان در پسر او محمد بن الحنفیه بعد از ان در پسر او هاشم بعد از ان
در بیان و طائفه مغیریه که اصحاب مغیرة ابن سعید عجلی اند میگویند که خدا بصورة مرد نورانی است که بر سر او تاج
است از نور و دل او منبع حکمت است و طائفه جناحیه اصحاب عبد الله بن معاویه بن عبد الله بن جعفر ذی الجناحین
بتناسخ ارواح قائل گشته اند و می گویند که روح خدا اول در آدم حلول کرد بعد از ان در شیث و همچنین در انبیا و ائمه
تا آنکه بعلی و اولاد او و اولاد او منتهی شد بعد از ان در عبد الله حلول کرد و این گروه منکر قیامت اند و محرمات را
حلال میدانند کالخمر والمیتة والزنا وغیرها و طائفه منصوریه اصحاب ابی منصور عجلی که در خدمت امام محمد باقر رض بود
ظاهرا بعد از امام و طرده ادعی الامامة لنفسه میگویند که ابو منصور باسمان رفته بود و حضرت حق سبحانه بید خود بر سر او مسح کرد و فرمود یا بنی
اذهب فبلغ عنی بعد از ان بزمین فرود آمد و هو الکسف المذکور فی قوله تعالی و ان یروا کسفا من السماء ساقطا یقولوا سحاب مرکوم و هم
ایشان میگویند که رسالت منقطع نمی شود و جنت عبارت است از امام که ما بمحبت آن مامور یم و نار کنایه است از شخصی که
ما ببغض او محکومیم چون ابی بکر و عمر رض و هم چنین فرایض عبارة است از رجال که ما بمحبت آنها امر فرموده اند و محرمات آن
طائفه که ما ببغض آنها حکم کرده و طائفه خطابیه اصحاب ابی خطاب اسدی که در خدمت امام محمد جعفر صادق رضی الله تعالی
عنه بوده است و امام چون غلوی او را در حق خود معلوم کرد از وی بیزار گشت و از صحبت خود برآورد و بعد ذلک ادعی الامامة
لنفسه میگویند که ائمه انبیا اند و حسنات ابناء الله جعفر صادق رض اله است اما ابو الخطاب از وی و از علی رض افضل است و مولا استحلوا
شهادة الزور لموافقیهم علی مخالفیهم و نیز میگویند که جنت نعیم دنیا است و نار آلام آنست و دنیا هرگز فانی نخواهد شد و محرمات را
و فرایض را مباح می دانند و طائفه غرابیه از ایشان میگویند که محمد بعلی مشابه تر بود از مشابهة غراب بغراب و مگس بمگس و حضرت حق
تعالی وحی بجانب علی رضی الله عنه فرستاده بود و جبرئیل از کمال مشابهت غلط کرده وحی را بمحمد صلی الله علیه و سلم و آله
و سلم رسانید و شاعر ایشان میگوید غلط الامین فجازها عن حیدره و ایشان حضرت جبرئیل علیه السلام را لعن میکنند و طائفه
ذمیه که ذم محمد صلی الله علیه و سلم می کنند و میگویند علی رض اله است محمد صلی الله تعالی علیه و آله و سلم را مبعوث ساخته است
که مردم را بسوی او دعوت کند محمد علیه السلام بسوی خود دعوة کرد و بعضی از ذمیه هر کدام محمد صلی الله تعالی علیه و آله و سلم
اله میدانند و بعضی از ایشان قائل اند که اصحاب عبا باشند محمد علیه السلام و علی و فاطمه و حسن و حسین رضی الله عنهم میگویند که

این هر پنج تن شی واحدند و روح در اینها علی السویه حلول کرده است و هیچ یکی را بر دیگری مزیت و فضیلت نیست و ایشان
فاطمه رض را بتانیث نمی گویند تحاشیا عن وصمة التانیث و طائفه یونسیه یونس بن عبد الرحمن القمی گویند خدا بر عرش است
و هر چند ملائکه او را بر داشته اند اما او از ملائکه قوی است مثل کلنگ که بر دو پا میگردد و از هر دو پای خود کلان
و اقوی تر است و طائفه مفوضه از ایشان میگویند که خدا تعالی دنیا را خلق کرده به محمد علیه السلام تفویض نمود و مباح
ساخت او را هر چیزی که در دنیا است و بعضی از ایشان میگویند که دنیا را بعلی رض تفویض نموده و طائفه اسماعیلیه بباطن
قران قائلند نه بظاهر و میگویند نسبت باطن بظاهر مثل نسبت لب است بقشر و کسی که تمسک بظاهر آن میکند بعذاب
و مشقت که امتثال اوامر و اجتناب از نواهی است گرفتار او ست و باطن آن بترک عمل ظاهر آن میرساند و در این مطلب
بآیه کریمه تمسک میکنند قال عز و جل فضرب بینهم بسور له باب باطنه فیه الرحمة و ظاهره من قبله العذاب و ایشان محرمات
را مباح میدانند و میگویند پیغمبرانیکه صاحب شرایع ناطق اند هفت اند آدم و نوح و ابراهیم و موسی و عیسی و محمد علیهم افضل
الصلوة و محمد مهدی آخر رسل میگویند و اصل دعوت ایشان بابطال شرایع و احکام شریعت و تشکیکات می کنند چنانکه
میگویند حائض را چرا روزه قضا گفتند نه نماز و چرا غسل از منی چرا است نه از بول و در بعضی از نماز چهار رکعت
فرض شده و بعضی دیگر سه رکعت و در بعضی دو رکعت چرا فرض گشت و شرایع را تاویلات می کنند و صوم را عبارت از موالات امام
میدانند و نماز را کنایه از رسول علیه آیه تمسک می کنند ان الصلوة تنهی عن الفحشاء والمنکر و احتلام را عبارت از افشای
اسرار بسوی نا اهل میدانند و غسل تجدید و علامت و زکوة تزکیه نفس بمعرفة دین خیال کرده اند و کعبه نبی است و باب علی
رض و صفا محمد علیه السلام و مروه علی رض و طواف هفتگانه عبارت از موالات ائمه سبعه میدانند و جنت راحت ابدان است از
تکالیف و نار مشقت ابدان است بمزاولت تکالیف و از امثال این قسم خرافات بسیار دارند و نیز میگویند که خدا نه موجود است
نه معدوم نه عالم نه جاهل نه قادر است نه عاجز و چون حسن بن محمد صباح ظاهر شد تجدید دعوت کرد و بنیاد خود این
امام که بزعم ایشان هیچ زمانه از امام خالی نیست نهاد ایشان منع می کنند عوام را از خوض در علوم و خواص را از نظر
در کتب متقدمه تا بر فضایح و قبایح ایشان مطلع نگردند و چنگ در دامن فلسفه زده اند و شرایع را استهزا می کنند
و طائفه زیدیه که منسوب بزید بن علی بن زین العابدین اند سه گروه اند یکی از اینها مسمی بجارودیه اند که بنص خفی
بامامة علی رض قائلند و تکفیر اصحاب میکنند بسبب ترک مبایعه علی رض بعد پیغمبر صلی الله تعالی علیه و سلم دوم
سلیمانیه اند گویند امامة شوری است در میان خلائق و ابوبکر و عمر رض را امام میدانند اگرچه از مردم خطا واقع شده
که با وجود علی رض با ایشان تبعیت نمودند اما این خطا بدرجه فسق نرسانند و عثمان و طلحه و زبیر و عائشه رضی الله
تعالی عنهم را تکفیر می کنند و سیوم تبریه اند که با سلیمانیه موافق اند الا انهم توقفوا فی عثمان رض و اکثر زیدیه درین زمانه

متعلق اند بعد اصول بمعتزله راجع اند و در فروع بمذهب امام اعظم ابو حنیفه رحمه الله سبحانه نگرد در چند مسئله و طائفه
امامیه ایشان بنص جلی بر خلافت علی رض قائل اند و تکفیر اصحاب میکنند و با ائمه را تا امام جعفر رض بالاتفاق میرسانند
و بعد از آن در امام منصوص من خلاف دارند و آنچه مشهور است و مختار جمهور ایشان بر همین ترتیب است که بعد امام جعفر رض
پسر او امام ابو موسی کاظم رض است و بعد از آن امام علی بن موسی الرضا و بعد او محمد بن علی التقی و بعد او حسن بن علی
الزکی و بعد او محمد بن الحسن و هو الامام المنتظر و اوایل ایشان در ابتدا در امامت بعضی رجوع کردند و بعضی دیگر بجانب
تشبیه بعد آخریان فرقهم الضالة المضلة و چند کرده دیگر ایشان را اخبار ذکر نکرده که در اصول عقاید نقل
مذکور به موافقت نکرده در چند مسئله که اختلاف بسیار از بد پوشیده نماند هر شخصی که او درایت و تمیز دارد و در حقیقت مطالب
ایشان اطلاع یابد بی اکره رجوع بدلائل نماید حکم [illegible] داد تا کند چندان [illegible] ابطال
اند ایشان از کمال جهالت خود را باهل بیت پیغمبر صلی الله تعالی علیه و سلم و ائمه اثنا عشر نسبت میکنند بمتابعه و موالا
آنها ادعا می نمایند حاشا و کلا ثم حاشا و کلا ایشان از محبت مفرط بر بریزند و بمتابعه قبول میل اند و محبت این بدکیشان
در رنگ محبة النصاری است بحضرت عیسی علی نبینا و علیه الصلوة و السلام که از فرط ضلالة او را بخدایی می پرستیدند و او
از ان محبت بیزار بود و یویده ما نقل عن علی رضی الله تعالی عنه انه قال قال لی النبی صلی الله تعالی علیه و آله و سلم فیک مثل
من عیسی ابغضته الیهود حتی بهتوا امه و احبته النصاری حتی انزلوه بالمنزلة التی لیست له ثم قال یهلک فیّ رجلان محب مفرط
یقرظنی بما لیس فیّ و مبغض یحمله شنآنی علی ان یبهتنی [illegible] قوله سبحانه اذ تبرأ الذین اتبعوا [illegible] حال ایشان است یعنی روز قیامت
که متبوعان از تابعان اظهار بیزاری شوند و متابعه قبول ندارند ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هدیتنا و هب لنا من لدنک
رحمة انک انت الوهاب فالآن نشرع فی جواب اعتراضاتهم الواهیة معتصما بحبل الله الملک الاکبر انه علی ما یشاء قدیر و
بالاجابة جدیر قال علماء [illegible] شکر الله تعالی سعیهم حضرت پیغمبر صلی الله علیه و آله و سلم کمال تعظیم و توقیر
خلفای ثلثه میکرده اند و در مدح هر یک احادیث کثیره وارد گشته و جمیع اقوال و افعال آن حضرت کریمه و ما ینطق
عن الهوی ان هو الا وحی یوحی بموجب وحی است و شیعه که مذمت ایشان می کنند مخالفت وحی میکنند و مخالفت وحی
کفر است شیعه در جواب آنها دلیل بطریق معارضه گفته اند که از دلیل قدح خلفای ثلثه و بطلان خلافت ایشان
لازم می آید زیرا که در شرح مواقف آمدی که از اکابر اهل سنت است منقول است که قریب به وفات حضرت
پیغمبر صلی الله تعالی علیه و آله و سلم در میان اهل اسلام مخالفة واقع شده و مخالفة اول این بود که حضرت پیغمبر صلی الله
تعالی علیه و آله و سلم در مرض موت فرمود که ائتونی بقرطاس اکتب لکم کتابا لا تضلوا بعدی و عمر رضی الله تعالی عنه مانع آن امر
شده گفت ان الرجل غلبه الوجع و عندنا کتاب الله حسبنا پس صحابه اختلاف کردند [illegible] حضرت پیغمبر

۴۶

صلی الله تعالی علیه وآله وسلم ازین معنی بدرد خشم شده فرمود که بر خیزید پیش من نزاع سزاوار نیست و مخالفت دیگر آن
بود که آن حضرت در قضیه مذکوره پیغمبر صلی الله علیه وعلی آله وسلم جمعی را مقرر ساخت که همراه اسامه بغزا روند و بعضی از آن جمع
تخلف نمودند و بعرض حضرت پیغمبر صلی الله تعالی علیه وآله وسلم رسید و آن حضرت مکرر مبالغه فرمودند که جهزوا جیش
اسامة لعن الله من تخلف عنه و مع هذا آن بعض تخلف کردند و متابعت ننمودند پس گوییم امری که حضرت پیغمبر صلی الله تعالی
علیه وآله وسلم درباب نوشتن وصیت فرمودند بمقتضای کریمه مذکوره وحی است و منعی که عمر رض کرده منع ورد وحی است و رد وحی
کفر است علی ما اعترفتم به و علی ما دل علیه قوله تعالی ومن لم یحکم بما انزل الله فاولئک هم الکافرون و کافر قابل خلافت نیست پیغمبر
صلی الله تعالی علیه وآله وسلم و نیز از تخلف جیش اسامه رض بمقتضای دلیل مذکور کفر است و متخلفان خلفای ثلثه اند اتفاق
وچون حضرات در صحیفه شریفه اعتراف نمودند که فعل حضرت وحی است الزام تمام کردیم پس گوییم اخراج حضرت پیغمبر مروان لعنه الله
از مدینه بالضروره وحی است و اعاده دادن عثمان رض او را و تفویض امور بلا بر و تعظیم او کفر است بدو وجه اول دلیلی که حضرت ذکر نمودند
دوم قوله تعالی لا تجد قوما یؤمنون بالله والیوم الآخر یوادون من حاد الله ورسوله ولو کانوا آباءهم او ابناءهم او اخوانهم
او عشیرتهم اقول وبالله العصمة والتوفیق لا نسلم که جمیع اقوال و افعال آن حضرت صلی الله تعالی علیه وآله وسلم بوحی
است و استشهاد ایشان بکریمه مذکوره تمام نیست زیرا که آن مختص بقرآن است قال القاضی البیضاوی فی معنی قوله سبحانه وما ینطق عن
الهوی وما یصدر نطقه بالقرآن عن الهوی انتهی اگر جمیع افعال و اقوال آن حضرت صلی الله تعالی علیه وآله وسلم بموجب وحی می بود
بر بعض اقوال و افعال آن سرور علیه الصلوة والسلام اعتراض وارد نمی شد و عتاب نمی آمد کما فی قوله تعالی یا ایها النبی لم تحرم ما احل
الله لک تبتغی مرضات ازواجک و قوله عز وجل عفا الله عنک لم اذنت لهم و قوله سبحانه ما کان لنبی ان یکون له اسری حتی یثخن
فی الارض تریدون عرض الدنیا و قوله تعالی لا تصل علی احد منهم مات ابدا بر تقدیری که ورود این بعد از ادای نماز آن سرور
است صلی الله تعالی علیه وآله وسلم برای منافق و بر تقدیری که پیش از ادای نماز بر آن و بعد از عزم بر ادای آن و بر تقدیر
نهی از فعل محقق است سواء کان فعل الجوارح او فعل القلب و امثال ذلک فی القرآن کثیرة پس ثابت شد که بعض افعال و اقوال
آن سرور علیه الصلوة والسلام از روی رای و اجتهاد باشد قال القاضی البیضاوی فی تفسیر قوله عز وجل ما کان لنبی الخ الآیة
دلیل علی ان الانبیاء یجتهدون و انه قد یکون خطا ولکن لا یقرون علیه و اصحاب کرام در امور عقلیه و احکام اجتهادیه
مجال اختلاف و مساغ خلاف داشتند و در بعضی از اوقات وحی موافق رای اصحاب نازل شده چنانکه در اساری بدر
مطابق رای امیر المومنین عمر رض وحی آمده چه توجه آن سرور بامور عقلیه کمتر بود قال القاضی البیضاوی روی انه علیه
الصلوة والسلام اتی بیوم بدر بسبعین اسیرا منهم العباس و عقیل بن ابی طالب فاستشار فیهم فقال ابوبکر رض قومک واهلک
استبقهم لعل الله یتوب علیهم وخذ منهم فدیة تقوی بها اصحابک و قال عمر رض اضرب اعناقهم فانهم ائمة الکفر

نجانا من العذاب لكنی من فلان وكنی عليا وخوة من اخوانها فلنضرب اعناقهم فلم يهو درک رسول الله تعالی صلی
الله عليه واله وسلم وقال ان الله ليلين قلوب رجال حتی يكون الين من اللبن وان الله ليشد قلوب رجال حتی يكون
اشد من الحجارة وان مثلک يا ابابكر مثل ابراهيم علی نبينا وعليه واله افضل الصلوات والتسليمات قال فمن تبعنی فانه منی
ومن عصانی فانک غفور رحيم ومثلک يا عمر مثل نوح علی نبينا وعليه واله الصلوات قال رب لا تذر علی الارض من الكافرين ديارا
فخير اصحابه واخذ الفدية فنزلت يعنی آية ما كان للنبی الخ فدخل عمر رض علی رسول الله صلی الله عليه واله وسلم فاذا هو وابو بكر
رض يبكيان فقال يا رسول الله اخبرنی فان اجد بكاء بكيت والا تباكيت فقال ابكی علی اصحابی فی اخذهم الفداء ولقد عرض
علی عذابهم ادنی من هذه الشجرة لشجرة قريبة قال القاضی البيضاوی ايضا روی انه عليه الصلوة والسلام قال لو نزل
العذاب لما نجا منه غير عمر وسعد بن معاذ رض وذلك لانه اشار بالاثخان ايضا پس گوييم تواند بود امر آن حضرت باتيان
قرطاس وتجهيز جيش اسامة مزده هم چنين امر آن حضرت بر وجه الطريق وحی نباشد بلكه بطريق رای واجتهاد باشد
ومخالفه آنها لازم كه كفر باشد زيرا كه ازين قسم مخالفه صحابه كرام آمده است چنانكه بالا گذشت با وجود تحقيق نمانده ولكن
انكار بر آن مخالفه وارد نشده وعتاب نيامده حال آنكه اندک چيزی از سوء ادب نسبت بآنسرور عليه الصلوة والسلام از صحابه
صادر شده حق سبحانه وتعالی فی الحال از ان فعال نهی ميكرد وبر مباشران وعيد نازل فرمود كما قال عز من قائل يا ايها
الذين آمنوا لا ترفعوا اصواتكم فوق صوت النبی ولا تجهروا له بالقول كجهر بعضكم لبعض ان تحبط اعمالكم وانتم لا تشعرون وقال
شارح المواقف نقلا عن آمدی حيث قال كان المسلمون عند وفاة النبی صلی الله تعالی عليه واله وسلم علی عقيدة واحدة الا من
كان يبطن النفاق ويظهر الوفاق ثم نشأ الخلاف فيما بينهم اولا فی امور اجتهادية لا توجب ايمانا ولا كفرا وكان غرضهم
منها اقامة مراسم الدين وادامة مناهج الشرع القويم وذلك كاختلافهم عند قول النبی صلی الله تعالی عليه واله وسلم فی مرض موته
ائتونی بقرطاس الخ وكاختلافهم بعد ذلك فی التخلف عن جيش اسامة رض فقال قوم بوجوب الاتباع لقوله عليه الصلوة والسلام
جهزوا جيش اسامة رض لعن الله من تخلف عنه وقال قوم بالتخلف انتظارا لما يكون من رسول الله صلی الله تعالی عليه واله وسلم
فی مرضه اگر كسی گويد اثبات مقدمه ممنوعه نمايد كه ثبوت اجتهاد آنسرور صلی الله تعالی عليه واله وسلم از روی وحی بوده
صادق آمده كه جميع افعال واقوال آنسرور عليه الصلوة والسلام بموجب وحی است حد احكام اجتهاديه بغير تقدير موجب
وحی شده گوييم كه مراد از جميع اقوال وافعال هر قول وفعل آنحضرت صلی الله تعالی عليه واله وسلم خاصه علی سبيل التفصيل كما
ينبغی علی فطن المسائل والا يلزم ان يكون اقوال جميع المجتهدين وافعالهم بموجب الوحی لان اجتهادهم ثبت بالوحی والنص فاعتبروا
يا اولی الابصار علی انا نقول اثبات تلك المقدمة لا يجدی نفعا لانا نسلم المقدمة القائلة بان مخالفتها كفر وسند
ما مر فافهم وانچه در بعضی عبارة علماء ماوراء النهر واقع شده كه جميع افعال واقوال آن حضرت صلی الله تعالی عليه واله وسلم

انجر

بموجب وحی می است مراد از ان فهم الله سبحانه اعلم سیاسی امور اجتهادیه که از ان سرور علیه الصلوة والسلام صادر شد
سوا ارکان بالوحی الجلی او بالخفی و همین قدر از تعمیم در مدعا ایشان کافی است چه احادیثی که در مدایح خلفای ثلثه وارد
گشته اند از قبیل اخبار از مغیبات اند و موطن طریق الوحی او غیره لا مدخل للرای فی الاجتهاد فیه قال عز و جل و عنده مفاتح
الغیب لا یعلمها الا هو و قال سبحانه عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول الا برین تقدیر لازم است که اگر کریمه
و ما ینطق عن الهوی عام از قران و حدیث خفی مراد دارند کما لا یخفی شک نیست که از ان کلام مخالفه حنین افعال و قول ایشان
مخالفه وحی لازم می آید و مخالفه وحی کفر است و الاحادیث الواردة فی اثباتهم الدالة علی انها من اعلام الله سبحانه کثیرة
بحیث وصلت لکثرة الطرق و تعدد الرواة الی حد الشهرة بل الی حد التواتر معنی فلنذکر عدة منها ما روی الترمذی
عن النبی صلی الله تعالی علیه و اله و سلم انه قال لابی بکر انت صاحبی فی الغار و صاحبی علی الحوض و منها ما روی الکرم
الله عنه علیه الصلوة والسلام انه قال اتانی جبرئیل فاخذ بیدی فارانی باب الجنة الذی یدخل منه امتی فقال ابو بکر یا
رسول الله وددت انی کنت معک حتی انظر الیه فقال رسول الله صلی الله تعالی علیه و اله و سلم اما انک یا ابا بکر اول من
یدخل الجنة و منها ما روی البخاری و مسلم عن النبی صلی الله تعالی علیه و اله و سلم انه قال دخلت الجنة فاذا انا بقصر من ذهب
فقلت لمن قال لعمر بن الخطاب فاردت ان ادخله فانظر الیه فذکرت غیرتک فقال عمر بابی انت و امی یا رسول
الله اعلیک اغار و منها ما رواه ابن ماجه عن النبی صلی الله تعالی علیه و اله و سلم انه قال ذلک الرجل ارفع امتی درجة
فی الجنة قال ابو سعید والله ما کنا نری ذلک الا عمر بن الخطاب حتی مضی لسبیله و منها ما اخرج ابو علی عن عمار بن یاسر قال
صلی الله تعالی علیه و اله و سلم ما قدمت ابا بکر و عمر و لکن الله قدمهما و منها ما اخرج ابو علی قال رسول الله صلی الله علیه
و اله و سلم اتانی جبرئیل فقلت یا جبرئیل حدثنی بفضائل عمر بن الخطاب فقال لو حدثتک ما لبث نوح فی قومه ما نفدت
فضائله و ان عمر حسنة من حسنات ابی بکر و منها ما رواه الترمذی و ابن ماجه عن علی بن ابی طالب عن انس رضی الله
تعالی عنهما انه علیه السلام قال ابو بکر و عمر سیدا کهول اهل الجنة من الاولین و الاخرین الا النبیین و المرسلین و منها ما روی
البخاری و مسلم عن موسی الاشعری انه قال کنت مع النبی صلی الله علیه و سلم فی حائط من حیطان المدینة فجاء رجل
فاستفتح فقال النبی صلی الله علیه و اله و سلم افتح له و بشره بالجنة ففتحت له فاذا ابو بکر الی اخر ما قال رسول الله صلی
الله تعالی علیه و اله و سلم ثم استفتح رجل فقال افتح له و بشره بالجنة علی بلوی تصیبه فاذا عثمان رض فاخبرته بما
قال النبی صلی الله تعالی علیه و اله و سلم فحمد الله سبحانه قال الله المستعان هذا هو ایضا او سلم که اخراج مردان بطریق وحی
بوده فلا نم که اخراج و نفی و سائر ما مراد از تنوع بوده باشد چرا نتواند بود که اخراج موقت و تقریب موجل خواسته باشد
چنانکه آنسرور علیه الصلوة و السلام در حضر با فرمود ابا بکر را با بکر جلدنا نه و تقریب عام و چون امیر المومنین

عثمان رضی بر توقیت اخراج ابوذر اطلاع داشت بعد مضی مدت عقوبت و تعزیب او را بمدینه آورد و لا محذور فیه
و آیه لا تجد قوما الخ منع از مودت کفار می کند و کفر مروان ثابت نشده که مودت او ممنوع باشد فافهم و انصف
و لا تعسف فتخبط خبط العشواء و نیز شیعه تا بنا الطریق منع و مناقضه گفته اند که ورود مدح خلفای ثلثه از حضرت پیغمبر
صلی الله علیه و آله و سلم متفق علیه فریقین نیست چه در کتب شیعه اثری از آن نیست و آنچه دلالت بر [illegible]
مذکورین و غیرهما در کتب فریقین مسطور است و نیز بعضی از اهل سنة تجویز وضع حدیث برای مصلحت کرده اند پس اعتماد
بر حدیث غیر متفق علیه نیست اقوال فی دفع الاشکال بطریق اثبات المقدمة الممنوعة و الله سبحانه اعلم چون شیعه از
کمال تعصب و عناد طعن سلف و سب خلفای ثلث بلکه تکفیر ایشان را اسلام و عبادة خود خیال کرده اند احادیث
صحاح که در مدایح و مناقب ایشان اند بی سند و دلیل جرح میکنند و تحریفات و تصرفات در آنها می نمایند حتی در کلام
الله که مدار اسلام بر آن است و از صدر اول بتواتر منقول است و هیچ شبهه در راه نیافته و قبول زیاده و نقصان
نمی کند آیات مخترعه و کلمات مزخرفه در می آورند و در آیات قرآنی تصحیفات می نمایند چنانکه در کریمه ان علینا جمعه
و قرآنه فاذا قرأناه فاتبع قرآنه بهمین طریق تصحیف و تحریف می کنند ان علینا جمعه و قرآنه فاذا قرأناه فاتبع قرآنه از کمال
ضلالت میگویند که بعضی آیات قرآنی را حضرت عثمان پوشیده داشته است که در مدایح اهل بیت بوده اند آنها
را داخل قرآن نساخته و نیز همانها گذشت که طائفه از ایشان شهادة زور را برای نفع و صلاح کرده خود تجویز کرده
اند پس بواسطه این مفاسد مورد طعن گشتند و اعتماد و عدالة ایشان را سابطرف شد و کتب مدونه ایشان از
درجه اعتبار ساقط شدند و حکم تورات و انجیل محرفه گرفتند و در کتب اهل سنة مثل صحیح بخاری که اصح کتب
بعد کتاب الله است و صحیح مسلم و غیرهما جز از مدایح و تعظیم خلفای ثلث نیست و آنچه ایشان از فساد طبیعت و اختلال
مزاج خود ذم خیال کرده اند تصور باطل و خیال فاسد است و قلیل منه ان صغر است [illegible] و
تحقیق آن بالا گذشت و اما الذین فی قلوبهم زیغ فیتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة و آنکه گفته اند که بعض اهل سنة
وضع حدیث برای مصلحت تجویز کرده اند پس اعتماد بر حدیث غیر متفق علیه نیست بر تقدیری است که اهل سنت کلام
آن بعض را مسلم کنند و در مقام انکار آن نباشند و اظهار کذب آن ننمایند و الواقع لیس کذلک بلکه ایشان در کتب
خود کذب و افترا او را تصریح کرده اند و از درجه اعتبار و اعتماد ساقط نموده فلا یعبؤ بهم بشیء و لا یلتبس الحق الواضح
الیقین بالباطل الظاهر المبین بطلانه و بعضی شیعه در جواب بطریق منع گفته اند که مخالفه خبر واحد لازم کفر نیست
چه مخالفت اخبار احاد از مجتهدین واقع شده پوشیده نماند احادیثی که در توصیف و تعظیم خلفای ثلث وارد گشته
اند اگر چه از روی الفاظ احاد اند اما از کثرة رواة و تعدد طرق آنها بحد تواتر معنوی رسیده اند [illegible]

انکار مدلول آنها کفر است و مخالفت چنین اخبار آحاد از مجتهد در واقع نشده است و بلکه امام ابوحنیفه رحمه الله که
رئیس اهل سنت است مطلق خبر واحد بلکه اقوال صحابه را بر قیاس مقدم میدارد و در مخالفت آنها تجویز نمیکند و بعض
شیعه بعد تسلیم در رد مدح خلفای ثلث در جواب گفتند و منع تقدم منقبت نمودند که تعظیم و توقیر حضرت پیغمبر صلی
الله تعالی علیه و آله وسلم نسبت بخلفای ثلث قبل از صدور مخالفت از ایشان دلالة بر حسن و سلامت عاقبت نمی کند
چه عقوبت قبل صدور عصیان با آنکه معلوم الصدور باشد لایق نیست لهذا حضرت امیر از عمل ابن ملجم خبر داده عقوبت
نفرموده پوشیده نماند احادیثی که در مدایح ایشان وارد گشته اند دلالة بر حسن و سلامت عاقبت میکنند و از
این خاتمه خیر میرسد چنانکه از احادیث مذکوره هم این دلالة مفهوم میشود و امثال این احادیث از صحاح حسان و
بسیار است و چنانچه عقوبت قبل صدور عصیان با آنکه معلوم الصدور باشد لایق نیست همچنین مدح کسی که معلوم
الذم و مستوجب عقوبت اهم است سزاوار نیست خور و د الممدوح یدل علی حسنهم حالا و مالا لهذا حضرت امیر ابن ملجم را هرچند
عقوبت نفرموده مدح و توصیف او به هیچ وجه نکرده اعتبار تعظیم و توقیر او هم داشته تحقیق این مبحث در کریمه لقد رضی
الله عن المؤمنین مذکور خواهد شد قال علماء ماوراء النهر رحمهم الله سبحانه خلفای ثلث بمقتضای کریمه لقد رضی
الله عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرة برضوان حق ملک منان مشرف شده اند پس سب ایشان کفر باشد
شیعه در جواب بطریق مناقضه گفتند و استلزام مرضوان ایشان را منع نمودند و نمودند که مدلول آیه عند التدقیق
رضای حضرت الله تعالی است از فعل خاص که بیعت باشد کسی منکر این نیست که بعض افعال حسنه مرضیه ایشان
واقع است سخن درین است که بعض افعال قبیحه از ایشان بوجود آمده که مخالف آن عهد و بیعت است چنانکه در امر خلافت
مخالفة نص حضرت پیغمبر صلی الله تعالی علیه وسلم نمودند غصب خلافت کردند حضرت فاطمه را آزرده ساختند چنانکه
در صحیح بخاری مذکور است و در مشکوة در مناقب آن حضرت علیها الرضوان منقول است که من آذاها فقد آذانی فقد
آذی الله و کلام صادق بمضمون ان الذین یؤذون الله و رسوله لعنهم الله فی الدنیا و فی الآخرة ناطق است حاصل
کرد بواسطه این افعال ذمیمه و منع وصیت حضرت پیغمبر صلی الله علیه وسلم و تخلف از جیش اسامه رضی الله عنه و طعن و
مذمت شدند چه سلامت عاقبت بحسن خاتمه اعمال و وفا کردن بحضرت رسول متعال است و اقوال و اثبات
المقدمة الممنوعة و بیان الاستلزام و مدلول آیه کریمه تحقیقا و تدقیقا رضای حق است سبحانه از مؤمنان
در وقت بیعت ایشان با آن سرور علیه الصلوة والسلام غایة ما فی الباب ان التدقیق یفضی الی علیة بیعتهم لرضاه
سبحانه عنهم نعم کون البیعة مرضیة انما یفهم من انها لما کانت علیة للرضا یکون هؤلاء المبایعون مرضیین یکون هی
مرضیة بالطریق الاولی لما ان البیعة هی المرضی علیها اصالة مع عدم کون الموصوفین بها مرضیین کما

زعموا فما لا يفهم اصلا لما لا يخفى على من له ادنى دراية في اساليب الكلام ولما التبس عليهم الحق سموا خطائهم دينا
پس گوئیم جماعه که حق سبحانه وتعالی از ایشان راضی شده باشد و دانسته باشد سرائر و بواطن ایشان را و سکینه
وطمانینت بر ایشان نازل فرموده باشد کما دل علیه قوله سبحانه بعده فعلم ما فی قلوبهم فانزل السکینة علیهم و آنحضرت
علیه الصلوة والسلام ایشان را بجنت مبشر ساخته باشد از خوف سوء خاتمه و نقض عهد و بیعت مصون و مامون
باشد علی انا نقول اگر مراد از آیه رضای حق سبحانه وتعالی باشد از ان فعل خاص که بیعت است کما زعموا گوئیم هرگاه
که حق سبحانه از بیعت ایشان راضی شد این قول مستحسن ساخت جماعه که بآن موصوف اند مرضی و محمود العاقبه
باشد چه الله تعالی از افعال کفار راضی نیست و همچنین از اعمال جماعه که لئندموم العاقبة اند و آن افعال را
مستحسن ساخته اگرچه فی نفسها حسنه و صالح باشند در باب اعمال صالحه ایشان میفرماید والذین کفروا اعمالهم
کسراب بقیعة یحسبه الظمان ماء حتی اذا جاءه لم یجده شیئا و در جای دیگر می فرماید من یرتدد منکم عن دینه فیمت
وهو کافر فاولئک حبطت اعمالهم فی الدنیا والاخرة پس فعلی که در آخرة کار نیاید و با خیر شود در رضای حق سبحانه
تعالی از ان فعل هیچ معنی ندارد چه رضای بنا به مرتبه قول است و رد و قبول خداوندی عزوجل باعتبار مال
است انما العبرة للخواتیم هذا و رد دلنص از حضرت پیغمبر صلی الله علیه وآله وسلم از برای خلافة امیر المؤمنین رضی
الله تعالی عنه ثابت نشده است بلکه دلیل از عدم نص موجود است که اگر ورود می یافت بتواتر منقول میشد بما
یتوفر الدواعی علی نقله کقتل الخطیب علی المنبر و نیز حضرت امیر رض بآن نص احتجاج میکرد و ابو بکر رض را از خلافة منع
میساخت چنانکه ابوبکر رض انصار را از امامة منع میکرد بحدیث الائمة من قریش و انصار قبول کردند و ترک امامة نمودند
قال شارح التجرید وکیف یزعم من له ادنی مسکة ان اصحاب رسول الله صلی الله تعالی علیه وآله وسلم مع انهم بذلوا مهجهم و
ذخائرهم وقتلوا اقاربهم وعشائرهم فی نصرة رسول الله صلی الله تعالی علیه وآله وسلم واقامة شریعته والانقیاد لامره
واتباع طریقته انهم خالفوه قبل ان یدفنوه مع وجود هذه النصوص القطعیة الظاهرة الدلالة النصوص علی المراد بل انما
امارات در روایات ربایقید بحجتها انقطع بعدم مثل هذه النصوص بل انما لم تثبت فمن یوثق به من المحدثین مع
شدة محبتهم لامیر المؤمنین ونقلهم الاحادیث الکثیرة فی مناقبه وکمالاته فی امر الدنیا ولم ینقل فی خطبه ورسائله
ومفاخراته ومخاصماته وعند تاخره عن البیعة وجعل امر الخلافة شوری بین ستة نفر ودخل علی رض فی الشوری و
قال عباس فعلی رضی الله تعالی عنهما امدد یدک حتی یقول الناس هذا عم رسول الله صلی الله تعالی علیه وآله وسلم
تابع ابن عمه فلا یختلف منک اثنان و قال ابوبکر رض وددت انی سالت رسول الله صلی الله تعالی علیه وآله وسلم
عن هذا الامر فیمن هو وهو کنا لا ننازعه و طلع علی رض سلامة بن بیعته الناس فلا بغض من النبی صلی الله تعالی علیه

دلا

و آله وسلم و نهی ظاهر است از حضرت فاطمه علیها الرضوان که در حدیث وارد گشته بهت مطلق بهر وجه که باشد
مراد نخواهد بود زیرا که آنحضرت رضی الله تعالی عنها در بعض اوقات از حضرت امیر رضی الله تعالی عنه آزار داشته
چنانکه در اخبار و آثار آمده و نیز حضرت پیغمبر صلی الله علیه و آله وسلم بعض ازواج خود را فرموده لا تؤذینی فی
عائشة رض فان الوحی لا یاتینی و انا فی ثوب امراة الا عائشة رض را آزار خود فرموده و شک نیست که حضرت صدیقه
علیها الرحمة از حضرت امیر آزار داشته پس گوییم تواند بود ایذائی که در احادیث نهی از آن وارد گشته بهت مخصوص
باشد بایذائی که از هوای نفسانی و اراده شیطانی بوده باشد و آزاری که از ممر اظهار کلمه حق که مطابق حدیث
نفس امر است حاصل شود ممنوع و منهی عنه نباشد و معلوم است که باعث آزار آنحضرت زهرا علیها الرضوان از صدیق
اکبر رض بواسطه منع ارث از فدک بوده و صدیق رض در منع آن متمسک بحدیث نبوی علیه الصلوة والسلام بوده
که نحن معاشر الانبیاء لا نورث ما ترکناه صدقة نه تابع هوای نفسانی تا داخل وعید باشد اگر کسی گوید که چون صدیق
علیه الرضوان متمسک بحدیث بوده و حکمی که از آن حضرت سرور علیه الصلوة والسلام شنیده بود نقل کرده حضرت
زهرا علیها الرضوان چرا در غضب شده و آزار کشیده که آن آزار فی الحقیقة آزار آن سرور بوده و هم منهی عنه در جواب
گوییم که این غضب و آزار اختیاری و تعمدی نبوده بلکه بمقتضای طبع البشری و جبلت عنصری بوده که داخل تحت
قدرت و اختیار نیست و نهی متعلق بآن تعلق ندارد و انهم قال [illegible] حضرت الله تعالی ابو بکر را
پیغمبر صلی الله علیه و آله وسلم خوانده و صاحب پیغمبر قابل ذم و طعن نیست شیعه در جواب این منع گفته اند که آیه
قال له صاحبه وهو یحاوره اکفرت دلیل است بر اینکه مصاحب مسلم و کافر هم صاحب اوست یا صاحبی السجن ءارباب متفرقون
خیر ام الله الواحد القهار نیز موید مقصود است پس حضرت یوسف علیه السلام که پیغمبر اوست و کسی را صاحب خود خوانده
که بت پرست بودند پس ظاهر شد که مجرد صاحب پیغمبر بودن دلیل خوبی نیست بر کردار وی به بهبود نداشت
اقول منشا المقدمة الممنوعة که مصاحب بشرط مناسبت البته موثر است و انکار تاثیر آن مصادم بداهت و
معارض عرف و عادت است بزرگی میفرماید هر که از آثار صحبت منکر است جهل او بر ما مقرر میشود و چون در میان
مسلم و کافر مناسبت متحقق نشود از قبول تاثیر صحبت یکدیگر محروم باشند منقول است که آن دو بت پرست از برکت
صحبت حضرت یوسف علیه السلام مسلمان شدند و از کیش مشرکان بیزار گشتند پس حضرت صدیق رضی الله
تعالی عنه با وجود مناسبت تام از سعادت صحبت آن حضرت علیه الصلوة والسلام چرا مستعد نشود و از
کمال و معارف او چون محروم ماند و حال آنکه آن سرور علیه الصلوة والسلام میفرمایند ما صب الله شیئا
فی صدری الا و قد صببته فی صدر ابی بکر رض و هر چند مناسبت بیشتر فواید صحبت افزونتر لهذا حضرت صدیق

رضم از جمیع اصحاب افضل نیست و هیچ یکی از انها بمرتبه او نرسید چه مناسبت بان سر دراز همه بیشتر
داشت قال علیه الصلوة والسلام ما فضل ابوبکر بکثرة الصلوة و لا بکثرة الصیام ولکن بشیء وقر فی قلبه علما
گفته اند که آن شی حب پیغمبر است صلی الله تعالی علیه وآله وسلم والفنا فیه پس انصاف باید کرد که چنین مصاحب پیغمبر
چون قابل شتم و طعن باشد کبرت کلمة تخرج من افواههم ان یقولون الا کذبا قال علما ماوراء النهر که حضرت
امیر با وجود کمال شجاعت در وقت بیعت مردم با خلفای ثلث بودند و منع نفرمودند و خود نیز متابعت و بیعت
فرمودند و این نیز دلیل حقیة بیعت است و الا قدح آن حضرت لازم آید شیعه در جواب بطریق نقض گفتند و
بالزام مشترک وان کردند ولکن توجیه بطریق المنع ایم کما لا یخفی علی من له ادنی درایة فی المناظرة و نمودند
که قبل از انکه حضرت امیر از تجهیز و تکفین فارغ شدند خلفای ثلث در سقیفه بنی ساعده اکثر اصحاب را جمع
گرفتند
برای ابی بکر رض بیعت و از ان حضرت بعد از اطلاع برای قلت اتباع و بیم هلاکت اهل حق یا باعث دیگر مباشر حرب
نشدند و این دلالت بر حقیقت بیعت نمیکند چه حضرت امیر با کمال شجاعت در ملازمت حضرت پیغمبر با حضرت امیر و
سائر صحابه با کفار قریش جنگ نکرده از مکه معظمه مهاجرت نمودند و بعد از مدتی که متوجه مکه شدند در حدیبیه صلح
نمودند و مراجعت فرمودند پس هر وجهی که برای جنگ نکردن حضرت پیغمبر و حضرت امیر و سائر صحابه گنجد
برای جنگ نکردن حضرت امیر تنها می گنجد مع شی مزاید چه ظاهر است که حقیقة کفار قریش اصلا متصور نیست
و نزد اهل تحقیق این نقض در بالا نیز جاری است چه فرعون در دعوی خدای چهار صد سال بر مسند سلطنة
بوده و هر یک از شداد و نمرود و غیرهما نیز سالها و رین دعوی باطل بودند و حضرت الله تعالی با کمال قدرت
ایشان را هلاک نکرده هرگاه در باده حق سبحانه تاخیر در دفع خصم گنجد در باده بنده تنها بطریق اولی می گنجد و بجه وجود
تحقیق
که حضرت امیر با ایشان بیعت کردند وقوع آن بلا اکراه و تقیه ممنوع است اقول فی حل الاشکال و الله سبحانه اعلم
الحال که علمای ماوراء النهر مجموع تاخیر حرب حضرت امیر بحضرت ابی بکر و متابعت او بصدیق دلیل حقیت
خلافة حضرت ابی بکر رضی الله تعالی عنهما ساخته اند و شک نیست که آن منتقض نمیشود بتاخیر حرب حضرت
پیغمبر صلی الله علیه وآله وصحبه وسلم و بارک با کفار قریش و بتاخیر اهلاک الله تعالی فرعون و شداد و نمرود را
چه شق ثانی از دلیل درینجا اصلا متحقق نیست بلکه نقیض آن ثابت است زیرا که حضرت پیغمبر صلی الله علیه وآله وسلم
و بارک و حضرت الله تعالی غیر از مذمت و تشنیع ایشان نفرموده و جز بدی یاد نکرده اند فاین هذا من ذلک
و چون شیعه در بیعت امیر بصدیق رضی الله تعالی عنهما مجال انکار نداشتند که این خبر بحد تواتر رسیده و انکار
آن مصادم بدیهه عقل بود بضرورة باکراه و تقیه قائل گشتند و در ابطال خلافة صدیق رضی الله تعالی عنه

٢٠

بهتر ازین مجال سخن نیافتند و مخلصی از برای خود ازین نتوانستند پیدا کرد فاقول فی بیان حقیقة خلافة الصدیق
رضی الله تعالی عنه و رفع احتمال الاکراه والتقیة که اصحاب کرام رضی الله تعالی عنهم بعد رحلت حضرت پیغمبر صلی الله
علیه و آله وسلم و بارک پیش از دفن بنصب امام مشغول گشتند نصب امام بعد انقراض زمان نبوت واجب بود
بل جعلوه اهم الواجبات زیرا که آنسرور علیه الصلوة والسلام امر فرموده بود باقامة حدود و سد ثغور و تجهیز جیوش
از برای جهاد و حفظ اسلام و ما لا یتم الواجب المطلق الا به و کان مقدورا فهو واجب لهذا صدیق اکبر رضی الله تعالی
عنه گفت ایها الناس من کان یعبد محمدا فان محمدا قد مات ومن کان یعبد الله فان الله حی لا یموت لا بد لهذا
الامر ممن یقوم به فانظروا وهاتوا آراءکم فقالوا صدقت پس اول حضرت عمر بصدیق بیعت کردند رضی الله تعالی عنهما
بعد ازان جمیع اصحاب از مهاجرین و انصار رضی الله تعالی عنهم بیعت کردند و بعد از بیعت ایشان حضرت ابی
بکر رضی الله تعالی عنه بر منبر برآمد و بجانب قوم ملاحظه نمود زبیر را رضی الله تعالی عنه نیافت فرمود که حاضر سازند
چون حاضر گشت صدیق رضی الله تعالی عنه فرمود که می خواهی که اجماع مسلمانان را بشکنی زبیر رضی الله تعالی
عنه گفت لا تثریب یا خلیفة رسول الله پس به صدیق رضی الله تعالی عنه بیعت کرد باز حضرت صدیق رضی الله
تعالی عنه در قوم ملاحظه فرمود حضرت امیر را نیافت فرمود که طلبند چون حاضر شد صدیق گفت که میخواهی
که باجماع مسلمانان شکست آری گفت لا تثریب یا خلیفة رسول الله فبایعه حضرت امیر و زبیر از برای تاخیر
بیعت خود عذر گفتند که ما غضبنا الا لتاخیرنا عن المشورة وانا نری ابابکر احق الناس بها انه لصاحب الغار وانا
لنعرف شرفه وخیره ولقد امره رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم بالصلوة بین الناس و هو حی قال الشافعی رحمة الله
علیه اجمع الناس علی خلافة ابی بکر و ذلک انه اضطر الناس بعد رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم فلم یجدوا تحت
ادیم السماء خیرا من ابی بکر فولوه رقابهم و ایضا اجماع امت بر حقیت خلافت یکی از ابی بکر و علی و عباس منعقد بود
و علی و عباس با ابوبکر منازعة نکردند بلکه بیعت کردند پس اجماع بر امامة ابی بکر تمام شد چه اگر ابوبکر بر حق نمی بود
علی و عباس با او منازعه میکردند چنانچه علی بمعاویه منازعت کرد با وجود شوکت از معاویه طلب حق کرد
تا آنکه خلق کثیر را بکشتن داد مع ان الطلب باذ فاک اشد و فی اصول الامام سهل لکون عهدهم بالنبی اقرب
و همتهم فی تنفیذ احکامه ارغب و ایضا عباس از امیر طلب بیعت کرد و امیر قبول نکرد اگر حق جانب او میدید
قبول میکرد و حال آنکه زبیر با کمال شجاعت با وجود دو هاشم و جمعی کثیر با و متفق بودند و اجماع کافی
است از برای حقیة خلافة ابی بکر اگر چه نص بر خلافة او وارد نشده کما قال جمهور العلماء بلکه اجماع اقوی
است از نصوص غیر متواتر چه مدلول اجماع قطعی است و مدلول آن نصوص ظنی با آنکه گوئیم که نصوص هم

وارد گشته اند از برای حقیت خلافت او کما ذکره المحققون من المحدثین والمفسرین فمعنی قول الجمهور من
علماء اهل السنة علی ما ذکره بعض المحققین انه علیه الصلوة والسلام لم ینص علیها لا انه احدا انه لم یأمر بها لاحد
وبما ذکر منظهر حقیة خلافة الصدیق وبطل احتمال الاکراه والتقیه تقیه از زبان احتمال داشت که اهل آن عصر
تابع حق نمی بودند وبعدالت خیر القرون قرنی مستبعد میگشت قال ابن الصلاح والمنذری الصحابة کلهم
عدول وقال ابن الهمام الصحابة کلهم من اهل الجنة قطعا قال سبحانه وتعالی لا یستوی منکم من انفق من
قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجة من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا وکلا وعد الله الحسنى لانهم المخاطبون
فثبت لهم الحسنى وهی الجنة ولا یتوهم ان التقیید بالانفاق والقتال فیهما یخرج من لا یتصف بذلک منهم لان
تلک القیود خرجت مخرج الغالب فلا مفهوم لها علی ان المراد من اتصف بذلک ولو بالقوة والعزم
وایضا اکراه وتقیه مستلزم نقص آن حضرت است کرم الله سبحانه وجهه زیرا که در اکراه ترک
عزیمت است ودر تقیه کتمان حق که جبنی محض است هرگاه مومن عامی را هم با امکان ترک اولی راضی نشود
مرتکب جبنی محض نگردد فکیف اسد الله وزوج بنت رسول الله تعالی علیه وآله وسلم که در شجاعت
وصفدری بی نظیر بود مرتکب چندین امور ناشایسته گردد وایشان از کمال جهالت و فرط ضلالت
[illegible] آن حضرت را امر کتمان کرده اند و نقصان را از کمال دانسته [illegible] سواد اعظم [illegible]
جهاد و قول علماء ماوراء النهر چون شیعه سب و لعن حضرات شیخین و ذی النورین و بعضی از
ازواج طاهرات رضوان الله تعالی علیهم اجمعین که کفر است تجویز کنند بر پادشاه اسلام بلکه
بر سائر انام بنابر امر ملک علام قتل و قمع ایشان اعلاء الدین الحق واجب لازم است و تخریب ابنیه و اخذ
اموال و امتعه ایشان جائز شیعه در جواب بطریق منع گفته اند که شارح عقائد نسفی در اینکه سب شیخین
کفر باشد اشکال کرده و صاحب جامع الاصول شیعه را از فرق اسلامی شمرده و صاحب مواقف
جمهور متکلمین و فقها و امام محمد غزالی سب شیخین کفر نیست و شیخ اشعری شیعه را اهل قبله را کافر
نمیداند پس آنکه حضرات در تکفیر شیعه گفته نه موافق سبیل مومنان است و نه مطابق حدیث و قرآن
جواب [illegible] المقدمة الممنوعة که سب شیخین کفر است و احادیث صحیحه بر آن دال است منها ما اخرج المحاملی
والطبرانی والحاکم عن عویم بن ساعدة انه صلی الله علیه وآله وسلم وبارک قال ان الله تعالی اختارنی
واختار لی اصحابا فجعل منهم وزراء وانصارا واصهارا فمن سبهم فعلیه لعنة الله والملائکة والناس
اجمعین لا یقبل الله منه صرفا ولا عدلا وکما اخرج الدار قطنی عن علی رضی الله تعالی عنه عن النبی صلی

افکار

تعالی علیه وآله وسلم وبارک قال سیاتی من بعدی قوم یقال لهم الرافضة فان ادرکتهم فاقتلهم فانهم مشرکون
قال قلت یا رسول الله ما العلامة فیهم قال یقرظونک بما لیس فیک ویطعنون علی السلف واخرجه من
طرق اخری نحوه وزاد فیه وآیة ذلک انهم یسبون ابابکر وعمر من سب اصحابی فعلیه لعنة الله والملائکة والناس
اجمعین امثال این حدیث بسیار آمده است که این رساله گنجایش ذکر آنها ندارد والغرض سب شیخین موجب بغض
ایشان است وبغض ایشان کفر است بخبر من ابغضهم فقد ابغضنی ومن اذاهم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی
الله وایضا اخرج ابن عساکر ان رسول الله صلی الله تعالی علیه وآله وسلم قال حب ابی بکر وعمر ایمان وبغضهما
کفر واخرج عبد الله بن احمد عن انس مرفوعا انی لا ارجو لامتی فی حبهما کما ارجو فی قول لا اله الا الله وبغض ایشان
موجب ایشان بمعاینه بالمکرر دلالها علی طرفی نقیض ونیز تکفیر مومن موجب کفر است چنانچه در حدیث صحیح
وارد است من رمی رجلا بالکفر او قال عدو الله ولیس کذلک الا حار علیه کما قال والا رجعت علیه وما یقین
میدانیم که ابوبکر وعمر مومنانند ودشمنان خدا نیستند ومبشر بجنة اند پس تکفیر ایشان راجع بقائلان
باشد بمقتضای این حدیث فیحکم بکفرهم واین حدیث اگرچه خبر واحد است اما تکفیر او معلوم میشود اگرچه
جاحد او کافر نشود وقال امام عصره ابو زرعة الرازی من اجل شیوخ الاسلام اذا رایت الرجل ینتقص
احدا من اصحاب رسول الله صلی الله تعالی علیه وآله وسلم فاعلم انه زندیق وذلک لان القرآن حق و
الرسول حق وما جاء به حق وما ادی الینا ذلک کله الا الصحابة رضی الله تعالی عنهم فمن جرحهم انما اراد
ابطال الکتاب والسنة فیکون الجرح به الصق والحکم علیه بالزندقة والضلالة والکذب والفساد والا
اقوم واحق وقال سهل بن عبد الله التستری وناهیک به علما وزهدا ومعرفة وجلالة لم
یؤمن برسول الله صلی الله تعالی علیه وآله وسلم من لم یوقر اصحابه وسئل عبد الله بن المبارک وکفاک به جلالة
وعلما ایهما افضل معاویة او عمر بن عبد العزیز فقال الغبار الذی دخل انف فرس معاویة مع
مع رسول الله صلی الله تعالی علیه وآله وسلم خیر من عمر بن عبد العزیز کذا مرة اشار بذلک الی ان فضیلة
صحبته ورؤیته صلی الله تعالی علیه وعلی آله وسلم لا یعدلها شیء وهذا فی غیر اکابر صحابته رضوان الله
علیهم ممن لم یمیزهم الا بمجرد رؤیته صلی الله تعالی علیه وآله وسلم فما ظنک فیمن ضم الیها انه قاتل معه
صلی الله علیه وآله وسلم او فی زمنه بامره او نقل شیئا من الشریعة الی من بعده فهما تحقق شیئا من ذلک
بسببه فهذا مما لا یمکن ادراک فضله وشک نیست که شیخین از اکابر صحابه اند بلکه افضل ایشان پس
تکفیر بلکه تفسیق ایشان موجب کفر وزندقه وضلالت کما لا یخفی وفی المحیط المحیط رحمة الله تعالی علیه یجوز

الصلوة خلف الرافضة لانهم انكروا خلافة الصديق وقد اجتمعت الصحابة على خلافته وفي الخلاصة من انكر
خلافة الصديق فانه كافر ويكره الصلوة خلف صاحب هوا او بدعة ولا يجوز خلف الرافضة ثم قال ان كل
ما هو هوى يكفر به لا يجوز والا يجوز ويكره وكذا من انكر خلافة عمر في الاصح هرگاه انكار خلافة ايشان كفر باشد
فكيف حال من سبهم او لعنهم پس ظاهر شد تكفير شيعه مطابق احاديث صحاح وموافق طريق سلف است وانكه
از بعضے از اهل سنت عدم تكفير شيعه نقل كردند بر تقدير صحة ودلالة آن بر عدم تكفير اينها محمول بر توجيه
وتاويل است عدم تكفير شيعه نقل كردند بر تقدير صحة ودلالة آن بر عدم تكفير اينها محمول بر توجيه وتاويل
است نه مطابق الاحاديث ومذهب جمهور العلماء وايضا شيعه از سب ولعن حضرت عائشه صديقه ودرباره ان
حضرت عليها الرضوان بسبب مخالفه نص طعن وتشنيع ثابت كردند وگفتند آنچه از خبث وفحش درباره عائشه
الشيعه نسبت كرده اند حاشا ثم حاشا اما چون عائشه مخالفه امر وقرن في بيوتكن نموده بنصرت در آمده وبجنگ
آنحضرت اقدام نموده وبحكم حديث حربك حربي حرب حضرت امير حرب حضرت پيغامبر است صلى الله تعالى
عليه وآله وسلم ومحارب پيغامبر يقينا مقبول نيست بنابرين مورد طعن شده پوشيده نماند كه امر
بقرار در بيوت ونهي از خروج اينها مطلق كه شامل جميع احوال وازمنه باشد مراد نيست وخروج
بعضے ازواج آنسرور عليه الصلوة والسلام با او در بعضى اسفار دال ودلالة ميكند پس امر بقرار در
بيوت مخصوص گشت بوقت دون وقت وحال دون حال ودر رنگ عام مخصوص البعض شد
وعام مخصوص البعض از روى مدلول ظنى است مجتهد را جائز است كه افراد ديگر هم بعلة مشتركه از آن
اخراج نمايد وشك نيست كه حضرت صديقه رضى الله تعالى عنها عالمه ومجتهده بوده وترمذى از ابى موسى
روايت ميكند كه او گفته كه ما اشكل علينا اصحاب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم حديث قط فسالنا
عائشة الا وجدنا عندها منه علما وهمچنين ترمذى از موسى بن طلحه روايت مى كند كه او گفته ما رايت احدا
افصح من عائشه رضى الله تعالى عنها پس تواند بود كه حضرت صديقه خروج خود را در بعض اوقات
يا بعض احوال از براى بعضى منافع ومصالح از آن مخصوص كرده باشد ولا محذور فيه ولا طعن على انا
نقول الظاهر من الآية نهي الخروج بلا ستر وحجاب كما دل عليه قوله سبحانه بعده ولا تبرجن تبرج الجاهلية
الاولى واما الخروج مع الستر والحجاب فخارج عن النهي وخروج حضرت صديقه از براى اصلاح بود از سبب
حرب كما قال بعض المحققين واگر از براى حرب باشد چنانكه مشهور است فلا باس به ايضا لانه عن اجتهاد
ولا طعن به چنانكه شارح مواقف از آمدى نقل ميكند كه واقعات جمل وصفين از روى اجتهاد بود

والمجتهد وان کان مخطیا لا مواخذة له قال القاضی البیضاوی فی تفسیر قوله تعالی لولا کتاب من الله لولا
حکم من الله سبق اثباته فی اللوح وهو ان لا یعاقب المخطی فی اجتهاده تا آنکه گوییم خطای مجتهدهم نزد
خدای عز و جل هدایت است کما نقل رزین عن عمر بن الخطاب رضی الله تعالی عنه قال سمعت رسول الله صلی
الله تعالی علیه وآله وسلم وبارک یقول سالت ربی عن اختلاف اصحابی من بعدی فاوحی الله الی یا محمد ان اصحابک
عندی بمنزلة النجوم فی السماء بعضها اقوی من بعض ولکل نور فمن اخذ بشیء مما هم علیه فهو عندی علی هدی ثم قال
اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم و حدیث هر یکی بی تواند بود که نزد حضرت صدیقه رضی الله تعالی عنها
به ثبوت نرسیده باشد یا مخصوص باشد بحرب مخصوص چه تواند بود وکه اضافه برای عهد باشد والیم از برای تزویج
لیست باطله خود و تزئیف کتب اهل السنة آورده اند که در کتب شیعه چنین است که در وقت حضور ابن ام مکتوم
اعمی در حدیث حضرت پیغمبر صلی الله تعالی علیه وآله وسلم کسی که از اهل آن حضرت عبور کرد حضرت پیغمبر این
سخن اعتراض فرموده اند تو کور نیستی و اهل سنت در کتب خود آورده اند که حضرت پیغمبر صلی الله علیه وآله وسلم
عائشه را بر کتف مبارک خود بر داشت تا تماشای حبشی کند که در کوچه ساز میزدند و بعد از مدتی فرموده
یا حمیرا اهل شیعه این عمل را بعد از زوال نسبت نتوان کرد پوشیده نماند تواند بود که این واقعه پیش از نزول
آیه حجاب متحقق شده باشد و منع از حضور ابن ام مکتوم بعد از نزول آن و همچنین تواند بود که آن لهو ممنوع
نباشد چنانکه در احادیث صحاح وارد است و عنقریب مذکور خواهد شد که حبشه در مسجد حضرت پیغمبر صلی الله
تعالی علیه وآله وسلم نیزه بازی میکردند و آن در رنگ تیراندازی است در حق آنکه هر دو آله غزو و جهاد اند و تیر
اندازی مشروع است فکذا ما هو مثله و نیز وقوع آن لهو در مسجد دلالت بر مشروعیت میکند کما لا یخفی و لو سلم
که بعد از نزول آیه حجاب بوده پس گوییم که حضرت صدیقه در آن وقت صغیره بوده نه مکلفه کما یعلم مما روی
البخاری والمسلم عن عائشه رضی الله تعالی عنها قالت والله لقد رایت النبی صلی الله تعالی علیه وآله وسلم
وبارک یقوم علی باب حجرتی والحبشة یلعبون بالحراب فی المسجد رسول الله صلی الله تعالی علیه وآله وسلم
یسترنی بردائه لانظر الی لعبهم من بین اذنه وعاتقه ثم یقوم من اجلی حتی اکون انا التی انصرف فاقدروا قدر الجاریة الحدیثة
السن الحریصة علی اللهو بدانکه در اصحاب کرام در آمدن و در میان ایشان حکم نمودن از کمال بی ادبی و خط
بی سعادتی است و طریق اسلم آنست که منازعات و اختلافاتی که در میان ایشان واقع شده بعلم حق سبحانه مفوض
سازد و همه ایشان را بجز به نیکی یاد نکند و حب ایشان را حب پیغمبر علیه الصلوة والسلام داند من
احبهم فبحبی احبهم حدیث صحیح است قال الشافعی و هو منقول عن عمر بن عبدالعزیز تلک دماء طهر الله عنها ایدینا

فلیطلع علیها الن... تمنا لا چون شیعه شنیعه اصحاب را ابدی یاد می کنند و سب و طعن ایشان جرات می
می نمایند علمای اسلام را واجب و لازم است که رد ایشان نمایند و مفاسد ایشان را ظاهر سازند و ازین
قبیل است بعضی سخنان که ازین حقیر درین باب بتحریر آمده چنانکه ذکر یافته ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطأنا
ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملته علی الذین من قبلنا ربنا ولا تحملنا ما لا طاقة لنا به واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت
مولینا فانصرنا علی القوم الکافرین هذا آخر ما تیسر لی فی ردهم واظهار شنائعهم بعون
الله سبحانه وحسن توفیقه واسأل الله سبحانه ان یثبت قلوبنا علی دینه ویوفقنا لمتابعة حبیبه صلی الله تعالی
علیه وآله وسلم ولنختم الرسالة بالخاتمة الحسنة وذکر مناقب اهل البیت ومحبتهم وفضائلهم رضی الله تعالی عنهم
اجمعین قال الله سبحانه انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا اکثر المفسرین علی انها نزلت
فی علی وفاطمة والحسنین رضی الله تعالی عنهم لتذکیر ضمیر علیکم وما بعده وقیل نزلت فی نسائه صلی الله علیه وآله
وسلم لقوله سبحانه واذکرن ما یتلی فی بیوتکن ونسب الی ابن عباس رضی الله تعالی عنهما وقیل المراد النبی
والقرابة [illegible] واخرج احمد عن ابی سعید الخدری انها نزلت فی خمسة النبی صلی الله تعالی علیه وآله وسلم وعلی و
فاطمة والحسن والحسین رضوان الله تعالی علیهم اجمعین وذهب الثعلبی الی ان المراد من الاهل فی الآیة جمیع
بنی هاشم [illegible] والشک فیما یجب الایمان به وثبت فی بعض الطرق وتحریمهم علی النار وعن
وقاص [illegible] قال لما نزلت هذه الآیة ندع ابناءنا وابناءکم دعا رسول الله صلی الله تعالی علیه
وآله وسلم علیا وفاطمة وحسنا وحسینا فقال اللهم هؤلاء اهل بیتی وعن المسور بن المخرمة ان رسول
الله صلی الله علیه وآله وسلم قال فاطمة بضعة منی فمن اغضبها اغضبنی وفی روایة یریبنی ما ارابها و
[illegible] قال خرجت مع رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فی طائفة من النهار حتی
اتی [illegible] اثم لکع یعنی حسنا فلم یلبث ان جاء یسعی حتی اعتنق کل واحد منهما صاحبه
[illegible] وعن انس قال لم یکن احد اشبه بالنبی صلی الله علیه وآله وسلم من الحسن
[illegible] ایضا کان اشبههم برسول الله صلی الله تعالی علیه وآله وسلم وعن زید بن ارقم
[illegible] وسلم انی تارک فیکم ما ان تمسکتم به لن تضلوا بعدی احدهما اعظم من الآخر کتاب الله
[illegible] ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیهما وعنه ان رسول الله
[illegible] قال لعلی وفاطمة والحسن والحسین انا حرب لمن حاربهم وسلم لمن سالمهم وعن جمیع بن
عمیر [illegible] عمته [illegible] عائشة رضی الله تعالی عنها فسألت ای الناس کان احب الی رسول الله صلی الله

فقالت

تعالی علیہ وآلہ وسلم قالت فاطمۃ فقیل من الرجال قالت زوجہا وعن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وبارک قال ان الحسن والحسین ہما ریحانای من الدنیا وعن علی رضی اللہ
تعالی عنہ قال الحسن اشبہ برسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم ما بین الصدر الی الرأس والحسین
اشبہ بالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما کان اسفل من ذلک وعن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما قال کان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حامل حسن بن علی علی عاتقہ فقال رجل نعم المرکب رکبت یا غلام فقال
النبی صلی اللہ تعالی ونعم الراکب ہو وعن عائشۃ رضی اللہ تعالی عنہا قالت ان الناس یتحرون بہدایاہم
یوم عائشۃ یبتغون بذلک مرضات رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم وبارک وقالت ان نساء رسول
اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم وبارک کن حزبین فحزب فیہ عائشۃ وحفصہ وصفیہ وسودۃ والحزب الآخر ام
سلمۃ وسائر نساء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فکلم حزب ام سلمۃ فقلن لہا کلمی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم وبارک یکلم الناس فیقول من اراد ان یہدی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فلیہدہ الیہ حیث کان فکلمتہ فقال لہا لا تؤذینی فی عائشۃ فان الوحی لم یاتنی وانا فی ثوب امرأۃ
الا عائشۃ قالت اتوب الی اللہ من اذاک یا رسول اللہ ثم انہن دعون فاطمۃ فارسلن الی رسول اللہ
صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم فکلمتہ فقال یا بنیۃ الا تحبین ما احب قالت بلی قال فاحبی ہذہ وعن عائشۃ
رضی اللہ تعالی عنہا قالت ما غرت علی احد من نساء النبی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم وبارک ما غرت
علی خدیجۃ وما رأیتہا ولکن کان یکثر ذکرہا وربما ذبح الشاۃ ثم یقطعہا اعضاء ثم یبعثہا فی صدائق خدیجۃ
فربما قلت لہ کانہ لم یکن فی الدنیا امرأۃ الا خدیجۃ فیقول انہا کانت وکانت وکان لی منہا ولد
وعن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم وبارک
العباس منی وانا منہ وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم احبوا اللہ لما یغذوکم
من نعمۃ فاحبونی لحب اللہ واحبوا اہل بیتی لحبی وعن ابی ذر انہ قال وہو آخذ بباب الکعبۃ سمعت النبی
صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم یقول الا ان مثل اہل بیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبہا نجی ومن
تخلف عنہا ہلک فلیکن ہذا آخر الرسالۃ تمت الہی بحق بنی فاطمہ + کہ بر قول ایمان کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول + من ودست و دامان آل رسول الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین
اللہم اغفر لی ولوالدی بحق النبی العربی و اہل بیتہ واحسن الیہما والیہ بحرمۃ جمیع احباب حضرت
المدنی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واہل بیتہ وسلم وبارک عدد خلقہ ورضی نفسہ وزنۃ عرشہ ومداد کلماتہ

الحمد لله سبحانه علی الاختتام والصلوة والسلام علی حبیبه محمد النبی الامی سید الانام الی یوم القیام

خاتمة الطبع

هزارها شکر و سپاس ایزد منان را و درود بیکران حبیب رحمان را که درین آوان خجسته
توامان کتاب مستطاب معدن فتوحات اعنی هر سه دفتر مکتوبات امام ربانی غوث صمدانی
حضرت مجدد الف ثانی علیه الرحمة والرضوان معه رساله رد روافض ردیه و شیعه
شنیعه باهتمام عاصی بانواع معاصی شیر محمد خان بن غلام محمد خان باشنده جهجر
مالک مطبع احمدی دهلی حلیه طبع پوشید امید از قاریان با صدق و صفا آنکه در حق
داعی از دعا دریغ نفرمایند اللهم افتح لنا بالخیر واختم لنا بالخیر واجعل عواقب امورنا

۵ رجب المرجب و صلی الله علی سیدنا محمد و علی
صحبه وسلم سنه ۱۲۹۴ الهجری

حق چار یار خلفائے راشدین

خلیفہ ءاول حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

خلیفہ ءدوم حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

خلیفہ ءسوئم حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ ءچہارم حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

مؤلف

امام اہلِ سُنت حضرت مولانا عَبد الشکور صاحب فاروقی مجددی لکھنوی

مقدمہ

بِسمِ اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی بعث الینا خاتمہ النبیین داعیا الی اکمل الادیان وھادیا الی الشرع المتین نصلی اللہ تعالیٰ وبارک وسم وعلی آلہ واصحابہ وخلفاء الراشدین المھدیین ووقفنا لاتباعھم فی حشرنا فی زمرتھم یوم الدین

امابعد۔ رسول رب العالمین ﷺ کی سیرت قدسیہ موسوم بہ " نفحہ عنبریہ " کی تالیف کے بعد بعض مخلصین کا اصرار ہوا کہ اسی طرز پر آپ کے خلفائے راشدین کا تذکرہ بھی عبارت کی سہولت و اختصار کا لحاظ رکھتے ہوئی لکھ دیا جائے تو برادران دینی کے لئے بہت مفید ہو اور جس طرح "نفحہء عنبریہ " مسلمان بچوں کے درس میں داخل ہو گئی ہے اسی طرح خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تذکرہ بھی داخل درس ہو کر مسلمانوں کی موجود اور آئندہ نسلوں کی دینی واقفیت اور مذہبی حفاظت کا

ذریعہ بن جائے۔ اس اصرار کے ساتھ خود میرے دل کا تقاضا بھی تھا مگر وَمَا تَشَاءُوْنَ اِلا اَن یَشَاءَ اللہ رَب العَالَمِین۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خصوصاً خلفائے راشدین کا تذکرہ اور اُن کے اوصاف و کمالات کا بیان در حقیقت آنحضرت ﷺ کے ذکر مبارک کا تتمہ اور تکملہ ہے بلکہ ان حضرات کے کمالات کا مطالعہ کرنے سے جو عظمت و رفعت رسول خدا ﷺ کی اور جو محبت آپ کی دل میں پیدا ہوتی ہے وہ ہرگز دوسرے طریقہ سے نہیں ہوسکتی۔ ان حضرات کی یاد میں ایمان کی قوت و تازگی پیدا کرنے کی جو تاثیر ہے اس کو کسی اور چیز میں تلاش کرنا لاحاصل ہے۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ کا پاک نام لے کر یہ مبارک تذکرہ شروع کرتا ہوں۔ خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے اس کے اتمام کی توفیق دے اس کو اور میری تمام تالیفات نیز میرے سب کاموں کا قبول فرمائے اور برادران دینی کو ان سے منتفع کرے آمین۔

اصل تذکرہ سے پہلے ایک مقدمہ لکھا جاتا ہے جس میں اختصار کے ساتھ اُن عقائد کا بیان ہے جو صحابہ کرام اور خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق اہل سنت کے لئے ضروری ہیں۔

صحابہ کرام اور خلفائے راشدین کے متعلق عقائد

عقیدہ نمبر 1۔ رسول خدا ﷺ کی صحبت بہت بڑی چیز ہے۔ اس امت میں صحابہ کرام[1] رضوان اللہ علیہم اجمعین کا رتبہ سب سے بڑا ہے۔ ایک لمحہ کے لئے بھی جس کو رسول خدا ﷺ کی صحبت حاصل ہو گئی۔ مابعد والوں میں بڑے سے بڑا بھی اس کے برابر نہیں ہو سکتا۔

عقیدہ نمبر 2۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں مہاجرین[2] و انصار[3] رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مرتبہ باقی صحابہ سے زیادہ

---

[1] صحابہ کرام کی تعداد غزوہ بدر میں تین سو چودہ (314) تھی اور حدیبیہ میں پندرہ سو (1500) فتح مکہ میں دس ہزار، حنین میں بارہ ہزار۔ حجتہ الوداع یعنی آنحضرت ﷺ کے آخری حج میں چالیس ہزار، غزوہ تبوک میں ستر ہزار اور بوقت وفات نبویؐ ایک لاکھ چوبیس ہزار اور جن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے کتب حدیث میں روایات منقول ہیں ان کی تعداد ساڑھے سات ہزار ہے۔

[2] مہاجرین رضوان اللہ علیہم اُن صحابہ کرام کو کہتے ہیں جنہوں نے خدا اور رسولؐ کے لئے اپنے وطن مکہ معظمہ کو چھوڑ دیا۔ جن کی مجموعی تعداد ایک سو چودہ تھی۔

ہے اور مہاجرین و انصار میں اہل حدیبیہ کا مرتبہ سب سے بڑھ کر ہے اور اہل حدیبیہ میں اہل بدر اور اہل بدر میں چارروں خلفاء رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مرتبہ سب سے زیادہ ہے۔ چاروں خلفاء میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ سب سے فائق ہے۔

عقیدہ نمبر 3۔ چاروں خلفاء رضوان اللہ علیہم اجمعین کا افضل امت ہونا خلافت کی وجہ سے نہیں ہے۔ اگر بالفرض ان کے بجائے دوسرے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین خلافت کے لئے منتخب ہو جاتے تو بھی یہ حضرات افضل امت مانے جاتے۔

عقیدہ نمبر 4۔ خلیفہء رسول ﷺ مثلِ رسولؐ کے معصوم نہیں ہوتا۔ نہ اس کی اطاعت ہر کام میں مثل رسولؐ کی اطاعت کے واجب ہوتی ہے۔ بالفرض کوئی خلیفہ سہواً یا عمداً کوئی حکم شریعت کے خلاف

---

[3] انصار رضوان اللہ علیہم ان صحابہ کو کہتے ہیں جو مدینہ منورہ کے رہنے والے تھے اور انہوں نے آنحضرتؐ کو اور مہاجرین کو اپنے شہر میں جگہ دی اور ہر طرح کی مدد کی۔

دے تو اُس حکم کی اطاعت نہ کی جائے۔ عصمت خاصہء نبوت ہے۔ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کو معصوم ماننا عقیدہ نبوت کے خلاف ہے۔

عقیدہ نمبر 5۔ خلیفہء رسُولؐ کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ دین میں نئے احکام دے نہ اس کو کسی چیز کے حلال و حرام کرنے کا اختیار ہوتا ہے بلکہ اس کا صرف یہ کام ہوتا ہے کہ قرآن و حدیث پر لوگوں کو عمل کرائے۔ احکام شرعیہ کو نافذ کرے اور انتظامی امور کو سرانجام دے۔

عقیدہ نمبر 6۔ خلیفہء رسُولؐ کا مقرر کرنا خدا کے ذِمہ نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کے ذِمہ ہے۔ جس طرح امام نماز کا مقرر کرنا مقتدیوں کے ذمہ ہوتا ہے۔

(تفصیل: اہل سنت و جماعت جو خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی خلافت کو منجانب اللہ مانتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ چاروں خلفاء مہاجرین میں سے ہیں اور مہاجرین میں اہلیتِ خلافت کا ہونا اور جو ان میں سے خلیفہ ہو جائے اس کی خلافت کا پسندیدہء خدا ہونا قرآن مجید میں وارد ہو چکا ہے۔ دیکھئے ہمارا رسالہ تفسیر آیت تمکین۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا تینوں خلفاء کی خلافت کو منصوص کہنا بایں معنی نہیں ہے کہ خدا یا رسولؐ نے اُن کو خلیفہ کر دیا تھا۔ بلکہ ان معنی میں ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کو خلافت دینے کا وعدہ فرمایا اور خلیفہ موعود کے متعلق کچھ علامات اور کچھ پیشین گوئیاں ارشاد فرمائیں جو ان تینوں خلفاء رضوان اللہ علیہم اجمعین میں پائی گئیں۔ اور تینوں خلافتوں کے نہ ماننے کے بعد اُن آیتوں کے صادق ہونے کی کوئی صورت ممکن نہیں۔ علیٰ ہذا احادیث نبویہ میں بھی ان تینوں خلفاء کے متعلق پیشین گوئیوں وغیرہ کے علاوہ ایک بات یہ بھی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ان کو اپنی آخری بیماری میں اپنی جگہ امام نماز بنا دیا تھا۔)

عقیدہ نمبر 7۔ رسول خدا ﷺ کی ازواجِ مطہرات گیارہ تھیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان دونوں کی وفات آپؐ کے سامنے ہی ہو گئی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، یہ

سب بی بیاں خدا اور رسولؐ کی برگزیدہ اور ایمان والوں کی مائیں تھیں اور سارے جہان کی ایمان والی عورتوں سے افضل تھیں۔ اور اُن میں بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا رتبہ زیادہ ہے۔

عقیدہ نمبر 8 ۔ رسول خدا ﷺ کی صاحبزادیاں چار تھیں[4]۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا جن کا نکاح حضرت ابو العاص سے ہوا۔حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ،اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان دونوں کا نکاح یکے بعد دیگرے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہوا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جن کا نکاح حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا۔ یہ چاروں صاحبزادیاں بڑی برگزیدہ اور صاحب فضائل تھیں۔ اور ان چاروں میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا رتبہ سب سے زیادہ ہے وہ اپنی ماؤں اور تمام جنتی بی بیوں کی سردار ہیں۔

4 رسول خدا ﷺ کی صرف ایک بیٹی حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو کہنا نص قرآنی کے خلاف ہے۔

عقیدہ نمبر 9۔ آنحضرت ﷺ کے دس چچاؤں میں سے صرف حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ ایمان لائے تھے۔ ان دونوں کے فضائل بہت زیادہ ہیں اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ خصوصیت کے ساتھ زیادہ ہے۔ ان کو رسُول خدا ﷺ نے سید الشہداء [5] کا خطاب دیا تھا جبکہ غزوہ اُحد میں شہید ہوئے تھے اور آپ کی پانچ پھوپھیوں میں سے صرف حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مشرف بہ اسلام ہوئیں۔

عقیدہ نمبر 10۔ مہاجرین و انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین بالخصوص اہل حدیبیہ [6] میں باہم رنجش و عداوت [7] بیان کرنا افترا اور بے دینی ہے۔ قرآن مجید کی نصوص صریحہ کے خلاف ہے۔

---

5 بعض لوگ ناواقفیت یا بے توجہی سے سیدنا حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سید الشہدا کہہ دیتے ہیں۔ حالانکہ آنحضرت ﷺ نے کوئی خاص لقب کسی کو دیا ہو وہ اسی کے ساتھ مخصوص رہنا چاہئیے۔

6 اہل حدیبیہ کے حق میں ارشاد خداوندی ہے رحماء بینھم۔ یعنی وہ باہم مہربان ہیں اور عموماً مہاجرین اور انصار کے حق میں ہے ھو الذی الف بین قلوبکم لا صبحتھم بنعمتہ

عقیدہ نمبر 11۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مشاجرات یعنی ان کے باہمی جھگڑوں کا بیان کرنا حرام ہے مگر بضرورت شرعی و بہ نیت نیک اور جن صحابہ کرام میں باہم کوئی جھگڑا ہوا ہو ہمیں دونوں فریق سے حسن ظن رکھنا اور دونوں کا ادب کرنا لازم ہے جس طرح دو پیغمبروں[8] کے درمیان اگر کوئی بات اس قسم کی ہو جائے۔

اخوانا۔ یعنی اللہ نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کر دی۔ پس خدا کے فضل سے تم بھائی بھائی ہو گئے۔

7 خصوصاً حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تینوں خلفاء میں رنجش بتانا قرآن مجید کی تکذیب کے علاوہ واقعات قطعیہ کے خلاف ہے۔

8 مثلاً حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کے درمیان ایک ایسی بات ہو گئی کہ حضرت موسیٰؑ نے حضرت ہارون کی داڑھی اور سر کے بال پکڑ کر کھینچے۔ تم کسی کو بُرا نہیں کہہ سکتے بلکہ دونوں پر ایمان لانا نص قرآنی ہے اور ہر مسلمان پر فرض ہے اور ہمارے لئے دونوں واجب التعظیم ہیں۔ اس واقعہ کا ذکر قرآن کریم میں ہے۔ نص قرآنی ہے کہ لَا نفرق بین احد من رُسُلہ۔ خدا کے رسولوں میں ہم تفرقہ نہیں کرتے۔

(تفصیل: حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنے زمانہ خلافت میں دو خانہ جنگیں پیش آئیں۔

اول ۔جنگ جمل۔ جس میں ایک جانب حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ تھے اور دوسری جانب ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں اور ان کے ساتھ حضرت طلحہ و زبیر رضوان اللہ علیہم اجمعین جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ دونوں جانب اکابر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے، مگر یہ لڑائی دھوکہ میں چند مفسدوں کی حیلہ سازی سے پیش آگئی ورنہ ان میں باہم رنجش نہ تھی نہ آپس میں لڑنا چاہتے تھے۔

مفسدوں کی فتنہ پردازی ہوئی باعث خونریزی جنگ جمل

ورنہ شیر حق سے طلحہ اور زبیر چاہتے ہرگز نہ تھے جنگ وجدل

اس لڑائی میں ہر فریق سے دوسرے کے فضائل منقول ہیں۔ جیسا کہ اسی کتاب میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے تذکرہ میں انشاء اللہ بیان ہو گا۔

دوئم ۔ جنگ صفین ۔ جس میں ایک جانب حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دوسری طرف حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔ اس لڑائی کے متعلق

اہل سنت کا فیصلہ یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ برحق تھے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ والے باغی اور فاطمی۔ مگر اس خطا پر ان کو بُرا کہنا جائز نہیں کیونکہ وہ بھی صحابی ہیں۔ صاحب فضائل ہیں اور ان کی یہ خطا غلط فہمی کی وجہ سے تھی اور غلط فہمی کے اسباب موجود تھے۔ ایسی خطا کو خطائے اجتہادی کہتے ہیں جس پر عقلاً و شرعاً کسی طرح مواخذہ نہیں ہو سکتا۔حضرت شیخ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ازالۃ الخلفا میں فرماتے ہیں۔

باید دانست کہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ یکے از اصحاب آنحضرت بود ﷺ و صاحب فضیلت جلیلہ در زمرہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین زینہار در حق او سوظن نہ کنی ودر ورطہ سب او نیفتی تامر تکب حرام نشوی۔
ترجمہ: جاننا چاہیئے کہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ تھے اور زمرہ صحابہ میں بڑی فضیلت والے تھے۔ خبردار انُ کے حق میں بدگمانی نہ کرنا اور ان کی بدگوئی میں پڑ کر فعل حرام کے مرتکب نہ بننا۔

حضرت معاویہ ابتداً تو باغی تھے مگر حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی صلح و بیعت کے بعد وہ بلا شبہ خلیفہ برحق ہو گئے۔حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

کے متعلق ہماری کتاب ترجمہ تطہیر الجنان کو دیکھنا چاہیئے کہ وہ اس مرض کے لئے انشاء اللہ شفائے کامل ہے۔)

عقیدہ نمبر 12 ۔ صحابہ کرام خصوصاً مہاجرین و انصار

رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بد گمانی رکھنا اُن کو بُرا کہنا قرآن مجید کی صریح مخالفت اور شریعت الٰہیہ کی کھلی ہوئی بغاوت ہے ایسے شخص کے حق میں کفر کا اندیشہ ہے۔

(تفصیل: فرقہ روافض جو تمام صحابہ کرام حتیٰ کہ مہاجرین و انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بد گوئی کرتا ہے اور ہجرت و نصرت کو فضیلت کی چیز نہیں کہتا۔ گویہ صریح خلاف ورزی[9] قرآن مجید کی ہے اور اس کا لازم نتیجہ یہ ہے کہ قرآن شریف اور آنحضرت ﷺ کی نبوت اور

---

[9] ہمارا رسالہ تفسیر آیات مدح مہاجرین رضی اللہ عنہ دیکھئے جس میں دس آیات قرآنیہ کی تفسیر ہے اس سے معلوم ہو گا کہ قرآن شریف میں کیسے عظیم الشان فضائل مہاجرین و انصار کے ہیں اور کس صراحت کے ساتھ ہیں۔

دلائل نبوت مشکوک [10] ہو جائیں گے لیکن اس بناء پر ان کو کافر کہنا خلاف احتیاط ہے۔ اہل سنت کا مسلک یہ ہے کہ جب تک صریح انکار ضروریات دین کا نہ ہو اس وقت تک کسی کلمہ گو کو کافر نہ کہنا چاہیے۔ امام اعظم ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں لانکفر احدا من اھل القبلۃ یعنی ہم اہل قبلہ میں سے کسی کو کافر نہیں کہتے۔

---

[10] قرآن شریف کے کتاب اللہ ہونے اور آنحضرت ﷺ کے نبوت اور دلائل نبوت کے چشم دید گواہ صحابہ کرام خصوصاً مہاجرین رضی اللہ عنہ وانصار رضی اللہ عنہ ہیں۔ انہیں نے اور ان کے تابعین نے تمام دنیا کے سامنے اس بات کی عینی شہادت دی کہ یہ قرآن وہی کتاب ہے جس کو آنحضرت ﷺ کتاب اللہ فرماتے تھے اور یہ کہ آنحضرت ﷺ کے اعلانِ نبوت کو ہم نے اپنے کانوں سے سنا اور آپ کے معجزات اور دلائل نبوت کا اپنی آنکھوں سے دیکھا اور ظاہر ہے کہ جب کسی واقعہ کے چشم دید گواہ مجروح کر دیئے جائیں تو وہ واقعہ مشکوک بلکہ واجب التکذیب ہو جاتا ہے۔

اہل قبلہ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ قبلہ یعنی کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ لے یا کعبہ کا قبلہ ہونا مان لے۔ یہ بات تو کفار مکہ میں موجود تھی۔ بلکہ اہل قبلہ کا مطلب یہ ہے کہ اس قبلہ کی جو ملت ہے اس ملت کی تمام ضروریات کو مانتا ہو جیسا کہ علامہ علی قاری مکیؒ نے شرح فقہ اکبر میں تصریح فرمائی ہے۔

روافض کا کفر اس بنیاد پر قطعی ہے کہ وہ قرآن مجید کی تحریف[11] کے قائل ہیں اور معاذ اللہ اس کو اصلی قرآن نہیں مانتے۔)

یہ بارہ عقیدے جو بیان کئے گئے اہل سنت و جماعت کے لئے نہایت ضروری ہیں۔ ان میں سے اکثر و بیشتر عقیدے وہ ہیں جن کا ماخذ قرآن مجید ہے حق تعالیٰ ہم سب کو ان پاک عقائد پر استقامت عطا فرمائے۔ آمین۔

---

11 ہماری کتاب تنبیہ الحائرین اور اول من الماء تین دیکھو۔ اس میں یہ مسئلہ مفصل ملے گا کہ کتب شیعہ میں زائد از دو ہزار روایات تحریف قرآن کی ہیں اور کوئی شیعہ آج تک منکر تحریف نہین ہوا نہ ہو سکتا ہے گنتی کے چار شخص ان میں منکر تحریف کہے جاتے ہیں مگر ان کا انکار بھی از راہِ تقیہ ہے۔

اشعار در مدح چار یار کرام

دیوبندی اکابر کے مرشد اعلیٰ حضرت حاجی امداالله صاحب مہاجر مکی قدس سرہ کے حسب ذیل اشعار بعنوان "در مدح چار یار کرام" اہل سُنت کے لئے بصیرت افزاء ہیں:۔

پڑھ تو امداد اس پر صلوٰت و سلام　　اور اصحاب پر اس کے تمام
چار یار اسکے ہیں چاروں خاصِ حق　　ساری امت پر وہ رکھتے ہیں سبق
ہیں ابو بکر و عمر عثمان و علی　　دوست پیغمبر کے اور حق کے ولی
چاروں پیغمبر کے ہیں بر حق وزیر　　ملک اسلام ان سے ہے رونق پذیر
زیب ایوان شریعت ہیں یہ چار　　رونق باغِ طریقت ہیں یہ چار
ہیں یہ ملک معرفت کے شہریار　　ہیں حقیقت کے چمن کی یہ بہار
قلعہ دیں کی ہیں یہ دیوار چار　　ملت حق کی ہیں یہ اَنہار چار
ہیں طریقِ حق کے چاروں رہنما　　ہیں یہ ایوان خلافت کے ستون

ہیں یہ ملکِ دین کی سر حد چہار　　جو ہو باہر ان سے ہے مردود و خوار

بحرِ وحدت میں ہیں چاروں غوطہ زن　　ہے حقیقت ایک ظاہر چار تن

جو کہ دو سمجھے انہیں اَحول ہے وہ　　دو جہاں میں بے شبہ بیکل ہے وہ

جو کوئی ان سے ہوا بد اعتقاد　　ہے وہ دو عالم میں بے شک نامراد

جو ہیں اہلِ بیت اور آل رسول　　گلشن دیں کے ہیں سب مقبول پھول

ہے ہر اک ان سب کا بیشک و یقین　　مغزِ ملت۔ جانِ ایمان۔ روح دین

جس قدر ہو ان سے الفت میں کمی　　اس قدر ہے دین ملت میں کمی

ایک کا بھی ان سے جو بد خواہ ہو　　راہِ حق سے بے شبہ گمراہ ہو

جتنے ہیں اصحابِ پیغمبر تمام　　ہے ہر ایک نجم ہدایت والسلام

اک صحابی سے بھی گر ہو سوئے ظن　　ہے وہ بے شک گردن زدن

بھیج تو ان سب پر صلوٰت و سلام　　ہر گھڑی ہر لحظہ ہر دم صبح و شام

ردِّ روافض اردو

از

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی،

شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ

حق چار یار رض

ناشر

مدنی کتب خانہ۔ گنپت روڈ۔ لاہور